



# المستقَر

محرم الحرام سنہ ۱۴۱۷ھ

خصوصی شمارہ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ رَضِيَ النَّاسُ  
بِسَخَطِ اللَّهِ  
وَكَلَّهٗ اللَّهُ إِلَى النَّاسِ

”جو لوگوں کی خوشنودی خدا کی ناراضگی میں طلب کرے گا، خدا اُس کو لوگوں کے حوالے کر دے گا۔“  
(الاختصاص، صفحہ ۲۲۵)

# بِسْمِ اللَّهِ وَبِذِكْرِ اللَّهِ حقیقت ابدی بہ مقام شیری

حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں کچھ بیان کرنا ایسا ہے جیسے زمین کی ہول میں بیٹھ کر عرشِ اعلیٰ کے بارے میں گفتگو کرنا۔ امام حسین علیہ السلام سے جو معجزات رونما ہوئے وہ تو معجزات ہیں ہی، خود امام حسین علیہ السلام کی شخصیت اور آپ کا خدا پسند قیام بے مثال معجزہ ہے۔ انسان جس قدر اس قیام سے نزدیک ہوتا جاگے، نئے نئے اسرار و رموز واضح ہوتے جاتے ہیں۔

**تحفظ بعثت:** خداوند عالم نے ارسال انبیاء اور نزول کتب آسمانی کی وجہ لوگوں میں امن و امان کا قیام قرار دیا ہے "لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ" (سورہ حدیدہ ۲۵) یقیناً ہم نے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ مبعوث کیا اور ان کے ہمراہ کتاب اور ترازو نازل کیا تاکہ لوگ عدل و انصاف کی زندگی بسر کر سکیں۔

امام حسین علیہ السلام کا قیام اسی الہی مقصد کی عملی تفسیر ہے۔ یہ قیام دنیا کے ہر قیام اور انقلاب سے جدا ہے۔ دنیا میں بے شمار اصلاحی تحریکیں وجود میں آئیں، طرح طرح کے انقلابات رونما ہوئے، وہ اپنے وجود کے ابتدائی مرحلوں تک اپنے مقصد اور راستہ پر قائم رہے اور اپنا اثر دکھاتے رہے مگر جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا ان کے اثرات ختم ہوتے گئے اور اپنے مقصد اور راستے سے منحرف ہوتے چلے گئے۔

آج ان کا تذکرہ تاریخ کے خزانے میں بطور امانت موجود و محفوظ تو ہے مگر اثر سے خالی حضرت سید الشہداء سید المراد، امام حسین اور اسحاق و روح الملمین لہ الغفار کا قیام اپنے آغاز سے جن اصلاحی اثرات کا حامل تھا آج بھی کائنات کی وسعتوں کو سمیٹے ہوئے انہیں اثرات کا حامل ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے ظلم اور بدعتوں کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ آج ان کی یاد میں ہونے والے تذکرہ ظلم اور بدعتوں کے خلاف علم بلند کئے ہوئے ہیں۔ آج دنیا میں جہاں بھی بھجری کی آواز بلند ہو رہی ہے جہاں بھی اسلام کا نام لیا جا رہا ہے یہ سب شہید کربلا کی قربانیوں کے اثرات ہیں۔

**روحانی اثرات:** شہید کربلا کی قربانیوں کا تذکرہ جو سنہ ہے اس کا دل اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ بے اختیار آنسوؤں کے چشمے ابل پڑتے ہیں یعنی امام حسین علیہ السلام کے تذکرہ سے براہ راست دل متاثر ہوتا ہے اور یہ تاثر پورے انسان کو بدل دیتا ہے اس تاثر سے دو واضح نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ (۱) جب انسان ان تذکروں کو سنتا ہے تو اپنے دل میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی محبت محسوس کرتا ہے اور آنسو محبت کی موجودگی کا پتہ دیتے ہیں۔ (۲) اسی کے ساتھ ساتھ ان لوگوں سے دلبرداشتہ ہو جاتا ہے جن لوگوں نے امام حسین علیہ السلام پر ظلم و ستم ڈھایا تھا یہی وجہ ہے کہ غزالی جیسے لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ کرنا داعی پرeram قرار دیا ہے۔ اس طرح کے فتووں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قانون کے سلسلہ کا پتہ ملتا ہے۔

**ابدی تذکرہ:** جس طرح دین اسلام دین فطرت ہے۔ ہر ایک اس سے استفادہ کرتا ہے۔ عالم، جاہل، شہری، دیہاتی، امیر، غریب، بچہ، جوان، بوڑھا، مرد، عورت، ہر ایک اپنے ظرف و صلاحیت کے اعتبار سے اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ فطرتِ انسانی ہے۔ کوئی ایسا نہیں ہے جو اس سے بہرہ مند نہ ہو۔ اس واقعہ کے رونما ہونے سے آج تک کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا جب اس موضوع پر صاحبانِ فکر و قلم نے کچھ لکھا نہ ہو اور شعرا نے اشعار نہ کہے ہوں۔ اس کے باوجود آج بھی ہر ایک کو کوئی ذکوئی تجدیدِ فکر یا نیا نکتہ مل جاتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے اثرات اتنے زیادہ وسیع اور عمیق ہیں جو انسانی فکر کے احاطے سے باہر ہیں۔ دین اسلام اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کے دشمن یہ خیال کرے کہ تھے کہ کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے پاکیزہ اعضاء و انصار علیہم السلام کی شہادت کے بعد یہ تذکرہ ختم ہو جائے گا اور کچھ دنوں کے بعد تاریخ کی بھول بھلیوں میں گم ہو جائے گا۔ اس خیال خام کی بنیاد پر یزید نے وحی اور رسالت کا انکار کیا تھا۔ مگر زمانے کے ساتھ ساتھ یہ غم پھیلتا چلا گیا۔ زمانے کے تمام واقعات سے الگ واقعہ کربلا گروش ایام سے بلند ہو کر ہر ایک پر اثر ڈالتا چلا گیا۔ اور کیوں نہ ہو، اس واقعہ کی مرکزی شخصیت امام وقت حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں، زمانہ امام وقت کا تابع ہے، امام، زمانہ کا تابع نہیں ہے۔ اس تذکرہ کو ختم کرنے کے لئے کتنے طوفان کتنی آندھیاں چلیں، حکومتوں نے پوری قوت و طاقت سے مقابلہ کیا۔ بنی امیہ، بنی عباس اور متوکلوں... نے لوگوں کو تھکایا، ہاتھ پیر کاٹے، ماؤں کی گودیوں میں بچوں کو بے رحمی سے قتل کیا۔ گھر مکان برباد کیا۔ حرمت اور بدعت کے فتوے لگائے... جو کچھ امکان میں تھا وہ سب کیا۔ آخر میں سب ختم ہو گئے اور امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ آج بھی اپنی شان و شوکت، سشکوہ و جلال کے ساتھ موجود ہے اور موجود رہے گا۔

**محافظ غم:** اس تذکرہ کے محفوظ رہنے کی ایک اہم وجہ یہ ہے جس دن سے واقعہ رونما ہوا ہے اس دن سے ایک نذیک معصوم اس کی حفاظت کر رہا ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے حفاظت کی۔ ان کے بعد ہر امام وقت اس کی حفاظت کرتا رہا اور آج بھی جگر گوشہ رسول خدا، نور نگاہ فاطمہ زہرا، دلین علی مرتضیٰ، جان و دل حسن مجتبیٰ، فرزند امام عسکری حضرت جنت میں احسن العسکری اور اسحاق التراب مقدمہ فداہ اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ شہر شہر، قریہ قریہ، کوچہ کوچہ جو غم عام ہو رہا ہے یہ سب وارث امام حسین علیہ السلام کی عنایتوں کی بنا پر ہے۔ اگر ان کی عنایتیں نہ ہوتیں تو ہمارے باہمی اختلافات اس غم کو کم کر دیتے۔ مگر ان کی عنایتوں کی بنا پر یہ غم باقی ہے اور اس غم کے صدمے میں ہم باقی ہیں۔

امام عصر علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلسل اپنے جہد مظلوم پر گریہ کرتے ہیں۔ صبح و شام گریہ کرتے ہیں، آنسوؤں کے بدلے خون روتے ہیں۔ جب دوسرے اس تذکرہ کو سن کر بے قابو ہو جاتے ہیں تو وہ امام جو نگاہ امامت سے اس واقعہ کو دیکھ رہا ہو اس پر کس قدر اثر ہو گا۔

محرم کا چاند نکلتے ہی اہل بیت علیہم السلام کے چہرہ انور پر غم کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے اور جیسے جیسے عاشورہ نزدیک آتا جاتا تھا اتنے ہی یہ آثار گہرے ہوتے جاتے تھے۔ نو اور دس محرم تو بس گریہ و زاری۔ نو محرم کو فرماتے تھے: "آج کے دن میرے جد کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا تھا۔"

اے فرزند زہرا اس عظیم غم پر شکستہ دلوں اور استنکبار آنکھوں سے آپ کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں اور یہ التماس کرتے ہیں، جس طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایک نگاہ کرم نے جناب زہرا اور جناب حُر کو بدل دیا تھا اور ان کو اپنے انصار میں شامل کر لیا تھا۔ آپ بھی اپنی ایک کربلا نظر سے ہیں منقلب کر دیں اور ہمیں اپنے غلاموں میں شمار کر لیں۔ آمین

يَا رَبَّ الْحُسَيْنِ بِحَقِّ الْحُسَيْنِ اشْفِ صَدْرَ الْحُسَيْنِ يَطْمُو رَ الْحُجَّةِ

# شہادتیں

صحی

## پیش گوئیاں

حضرت رسول خدا کی رسالت پر شاہد منجملہ معجزات کے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ کی زبان وحی مبارک سے بیان کی گئی پیش گوئیاں سب صادق آتی ہیں۔

آنحضرت نے جن آنے والے حادثات و واقعات کی خبر اپنی حیات طیبہ میں دی وہ آج ہو کر رونما ہوئے ہیں۔ خبر اور حدیث دونوں کو تاریخ نے اپنے اوراق میں محفوظ کر لیا ہے تاکہ تاریخ اسلام کے ساتھ انصاف کرنے والے اذہان اس سے سمجھی انکار نہ کر سکیں اور نہ ہی اس میں شبہ اور تردید کو جگہ دیں، مگر وہ سیاست دنیا پر فریفتہ بدخود دیدلینت، ہوس پرست اور دنیا کے لذات حیوانی پر مرمیٹنے والے افراد نے ان پیش گوئیوں کو دوسرے معنی پہناتے کی کوشش ضرور کی لیکن نہ خبر کی تردید کی جرات تھی اور نہ وہ حادثہ واقع ہو گیا تو اس کی صداقت سے انکار کرنے کی بہت تھی۔ رسول اکرم صلعم نے ایک دو یا دس پیش گوئیاں نہیں کی ہیں۔ بلکہ سینکڑوں پیش گوئیاں کی ہیں جو اپنے اپنے عہد میں جمہور اسلام کے سامنے صادق آئیں۔ مثال کے طور پر حبیب جنگ صفین میں غار یاسر شہید ہو گئے تو عمر و عثمان کا بچہ فوت سے زرد ہو گیا اور اس نے معاویہ سے کہا غار زندہ ہو گئے اور رسول اکرم کی حدیث صحیح ثابت ہوئی (یعنی ہم لوگ گروہ جفا کاریں سے ہیں) جس پر معاویہ نے کہا عمار کی موت کی ذمہ داری اس پر ہے جو انہیں گھر سے بیان لایا اور اس جنگ میں شامل کیا۔

جب مولائے کائنات کو یہ خبر ملی تو آپ نے کہا امیر حمزہ کو رسول خدا جنگ میں لائے تھے لہذا امیر حمزہ کی شہادت کی ذمہ داری معاذا اللہ کیا رسول پر ہے؟ یا حضرت عائشہ پر جو آپ کے کتوں کا بھوکنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میرے رسول اکرم کی خبر سچ ہے کہ حضرت عائشہ تو علی کے خلاف جنگ جمل میں جانا باطل سے الحاق ہے۔

خداوند متعال جو حق سے اور قوم سے جو قدر ہے اور قدیم ہے اپنے حبیب کے ذریعہ جناب عمار کی شہادت کی خبر اور حضرت عائشہ کی جمل میں شرکت کی خبر دے سکتا ہے تو اتنے بڑے سانحہ کی خبر کا اہتمام نہ کرے گا جس کی وجہ سے اس کا پسندیدہ دین تاج قیامت محفوظ و نامون ہو گیا اور اب اس کی طرف انکلی اٹھانے کی جرات کسی میں باقی نہیں۔

کر بلا کہ مائتہ عظیمہ کا تعلق انبیاء اوصیاء کی وراثت سے ہے۔ لہذا جب سے سلسلہ انبیاء چلا ہے اس سانحہ عظیم کی خبر اسی کے ساتھ ساتھ چلی ہے۔ اس لئے کہ ولایت و وصایت کی وراثت کا لازمہ ہے۔

لہذا ہم دیکھ رہے ہیں کہ تاریخ پر مگر یہ نظر رکھنے والوں نے تحقیق و تدقیق کے گہرے سمندر سے گوہر مقصود نکالنے والے علماء ہمارے لئے آدم سے لے کر خاتم صلعم تک کی پیش گوئیاں جو قتل امام حسین علیہ السلام کے بارے میں پائی جاتی ہیں ان کا ایک مستند ریکارڈ قائم کر دیا ہے اور تاریخ ان پیش گوئیوں کو بھی محفوظ کر لیا ہے جو آپ کے وحی اور صالح بندوں کی صادق اقوال و زبانون سے قبل از شہادت امام حسین نکلی ہیں۔ چونکہ سب پیش گوئیاں ضبط تحریر میں نہیں لائی جاسکتی ہیں لہذا ان میں سے بجز ضرورت چند پیش گوئیوں کا ذکر حسب ذیل کیا جا رہا ہے۔

### حضرت آدم صلیہ السلام

حضرت آدم صلیہ السلام جب زمین پر اتارے گئے۔ جنت کے چھوٹے کاغذ۔ ترک اونٹنی کی ندامت۔ اتنی بڑی کائنات عالم میں ایسا بن اور سارے غموں سے بڑا غم۔ ساری مصیبتوں سے بڑی سے مصیبت جناب تو کا فراق۔ آپ شاد و مسرور استغفار اور توبہ و توبہ کی ذمہ داری میں گزارتے اور جناب باری تعالیٰ سے ملنے کی دعا کرتے رہتے۔ حیران و پریشان، خاک چھلنے۔ سرگردان اور غمناک ہونے سے گذرے۔ لیکن آپ کو یہ پوری خبر تھی کہ طاری ہوا۔ آپ کا توبہ بہت زیادہ ہے چہن ہونے لگا۔ حیران و سرخ جیسے ان کے وجود کو توڑ رہا ہو۔ آپ نے بارگاہ الہی میں فریاد کیا، تو اللہ

اور اسی کے ساتھ حضرت ابراہیم بھی منہ کے بل گر پڑے۔ جلیل خدا نے ہاتھوں کو بلن کر کے اپنے رب کو یاد کیا اور کہا:-

کیا مجھ سے کوئی خطا سرزد ہوئی جس کی مجھے یہ سزا ملی ہے۔ اسی وقت جبرئیل امین نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خبر دی کہ لے نبی اللہ آپ سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوئی ہے بلکہ یہ وہ سرزمین ہے جہاں فرزند اسمعیل، نواسہ محمدؐ اور جگر گوشہ علیؑ کی شہادت واقع ہوگی اس کا نام حسین ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے جب نام حسینؑ سنا تو آپ پر گریہ طاری ہوا۔ اور آپ نے دریافت کیا کہ اسے کون قتل کرے گا۔ جبرئیل امین نے کہا۔ اسے سب سے زیادہ شقی فرزند قتل کرے گا اور کہا جب قلم کو لوح پر یزید کا نام کھینچنے کے لئے کہا گیا تو اس نے بغیر اجازت کے یزید کے نام کے آگے لعن لکھا۔ پروردگار نے قلم کے اس تجاویز سے خوشنوم ہو کر کہا۔ تو نے یہ کام اچھا انجام دیا ہے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے یزید پر بدعت نقرین کیا جس کی برکت سے حضرت ابراہیمؑ کے گھوٹے کو زبان آئی اور اس نے آمین کہا اور پھر گھوٹے نے کہا لے خلیل خدا جب آپ میری پشت سے گریے تو مجھے سخت خجالت ہوتی تھی لیکن اب معلوم ہوا کہ یہ سانچہ اس شقی کی نشوونما سے تھا۔ (بحار الانوار)

### حضرت اسمعیل علیہ السلام

منقول ہے کہ حضرت اسمعیلؑ کی بھینٹیں دریائے فرات کے کنارے پراکرتی تھیں۔ ایک مرتبہ گاہ بان نے حضرت اسمعیلؑ سے آکر کہا کبھی دن ہو گئے ہیں کہ ان بھینٹوں نے پانی نہیں پیا ہے۔ حضرت اسمعیلؑ نے آکر ان بھینٹوں سے کہا آخر پانی کے نہ پینے کا سبب کیا ہے؟ اس وقت بھینٹوں نے نہایت فصیح عربی میں حضرت اسمعیلؑ سے کہا ”ہمیں خبر ملی ہے کہ اس سرزمین پر آپ کا فرزند نواسہ نبی آخر الزماں تین روز کا پیا سا شہید کر دیا جائے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس جناب کی موافقت کریں۔ حضرت اسمعیلؑ نے سوال کیا آج جناب کا قاتل کون ہو گا۔ آپ نے فرمایا یزید۔ جس پر اہل زمین و آسمان لعنت کریں گے۔ چنانچہ حضرت اسمعیلؑ نے یزید پر لعنت کی اور فرمایا خداوند تو قاتل حسین پر لعنت کرے۔

### حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ صحرائے کربلا سے گزرتے تو آپ کے تئیلین کے بند ٹوٹ گئے اور کانٹوں سے آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے آپ نے فرمایا: بارالہ! مجھے کس جرم کی سزا مل رہی ہے۔ پروردگار

کیا مجھ سے کوئی اور ترک اولیٰ ہوا ہے۔ اس سرزمین پر وارد ہونے کے بعد بے چینی، بے قراری، اور حزن و ملال میں اضافہ ہو گیا ہے خداوند متعال نے بذریعہ وحی حضرت آدمؑ کو خبر دی ”لے آدم تم سے نہ کوئی گناہ سرزد ہوا ہے اور نہ کوئی ترک اولیٰ بلکہ یہ وہ سرزمین ہے جہاں میرا برگزیدہ بندہ اور تمہارا فرزند اس طرح شہید ہو گا کہ وہ استغاثہ کرے ہا ہو گا کہ کوئی ہے جو میری نصرت کرے اور اس وقت کوئی اس کا ناصر و مددگار نہ ہو گا۔ اس کی پیاس کی شدت ایسی ہو گی کہ سارا عالم اس کو دھوئیں کے مانند دکھائی پڑے گا۔ اس عالم میں جفا کا راس کا نغمہ کئے ہوں گے اور اس کو پس گزرتے سے شہید کیا جائے گا۔“ جناب آدمؑ نے عرض کی ”لے اللہ میں کیا کروں کہ مجھ پر اس غم کا دباؤ کم ہو جائے۔“ پروردگار نے ارشاد فرمایا۔ ”لے آدمؑ یزید اور دیگر قاتلان حسین پر لعنت بھیجئے۔“ حضرت آدمؑ نے یزید پر لعنت بھیجی تو آپ کا غم مل گیا ہوا اور ابھی کربلا سے عرفات کی پہاڑی کی جانب چند قدم نہیں چلے تھے کہ جناب تو اسے ملاقات ہو گئے۔

(بحار الانوار ”در حالات“ امام حسینؑ جلد ۱)

### حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔ طوفان آیا، ساری دنیا غرق ہو گئی سوائے چند تن کے جن کی تعداد ۸۲ تھی اور جو کشتی نوح میں سوار ہو گئے تھے۔ جب یہ کشتی طوفان سے موجوں کا مقابلہ کرتی ہوئی سرزمین کربلا پر پہنچی تو کچھ دیوتا مان موجوں کے پھیلنے کی زد میں آکر یہ کشتی اس طرح ہچکولے لینے لگی گویا غرقاب ہو جائے گی۔ حضرت نوحؑ نے بارگاہ ذوالجلال میں عرض کی ”لے میرے اللہ میں تمام رستے زمین پر بند ریو کشتی گھوستا رہا لیکن یہ رنج و ملال اور خوف عظیم مجھے کہیں نصیب نہیں ہوا جو اس سرزمین پر ہوا ہے۔ اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا ”ارنوحؑ یہ وہ سرزمین ہے جہاں میرے حبیب محمد مصطفیٰؐ کا نواسہ اور میرے بہترین وصی علیؑ کا فرزند شہید ہو گا۔ آپ نے فرمایا اس کا قاتل کون ہو گا۔ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا: اس کا قاتل یزید ہو گا جس پر اہل زمین و آسمان لعنت کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی یزید پر لعنت کی تکرار کی اور کشتی اس طوفان بکاخیز سے باہر آگئی۔

### حضرت ابراہیم علیہ السلام

منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے گھوٹے پر سوار کربلا کی سرزمین پر وارد ہوئے تو گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑا،

ذخائر العقبی۔ تذکرۃ الخواص، کنز العمال، مقتل خوارزمی، اسرار العقبیہ، تلخیص از تالیف لطف اللہ صافی بنام عظمت حسین، چونکہ مضمون اختصار کا مفقود ہے لہذا یہاں چار احادیث پر ہی اکتفا کی جاتی ہے۔

خوارزمی سے روایت ہے کہ ابو علی سلامی یہی تھی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ پیغمبر اسلام صلعم نے امام حسینؑ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

(اِنَّ ذَاكَ فِي الْجَنَّةِ دَرَجَةً لَا تَالِهَا اِلَّا بِالشَّهَادَةِ)  
یعنی اس میں شک نہیں کہ شہداء جہشت میں ہے جو تجھے تیری شہادت کے بعد نصیب ہوگا۔

سبط ابن الجوزی سے روایت ہے کہ جب حسین علیہ السلام کو بلا کر سرزمین پر وارد ہوئے تو اس کی بھائی اٹھائی اور اسے سونگھا فرمایا اس زمین کا کیا نام ہے۔ اصحاب نے کہا اسے کربلا اور دیسی زبان میں نینوا بھی کہتے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا ”کرب“ اور بلا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میرا نانا ام سلمہ نے یہ مجھے خبر دی ہے۔ ایک روز جبرئیل رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور اسے حسین تم میرے پاس بیٹھے تھے۔ رسول خدا نے اس وقت فرمایا۔ ”ام سلمہ میرے فرزند کو میرے پاس بھیج دو۔ پس میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے اپنی بجائیں لے لیا۔ اس کے بعد جبرئیل امین نے کہا ”کیا آپ اسے دوست رکھتے ہیں۔“ انہوں نے کہا ”ہاں۔“ اس کے بعد جبرئیل نے کہا کہ آپ کی امت اسے قتل کرے گی اور اگر آپ کہیں تو وہ زمین آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ حضرت رسول خدا نے اجازت دی تو جبرئیل نے کربلا کی زمین حضرت کو دکھائی۔ جب امام حسین نے کربلا کی سٹی سونگھی تو کہا یہی وہ کربلا کی سرزمین ہے جس کی خبر جبرئیل نے دی تھی اور رسول خدا کو اسے دکھایا تھا۔ اس لئے کہ اس سٹی میں وہی خوشبو ہے جو میں نے اس وقت سونگھی تھی۔

ابن اثیر، غررہ بزدلی (جواہل صفیں سے تھے) سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ ایک روز میں علی علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ میرے دل میں آنحضرت کے لئے کچھ شکوک پیدا ہوئے اس کے بعد میں آپ کے ساتھ باہر آیا۔ آپ ایک جگہ پر آکر رک گئے اور فرمایا:-

”هَذَا مَوْبِغٌ رَوَّاحِلِهِمْ وَمَنَاحٌ رُكَّابِهِمْ وَ سَهَابٌ قَدْ دَمَّ عَلَيْهِمْ بَأْسِي مَن لَّا يَنَالُكَ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ اِلَّا اللهُ“  
بہتر یہ ہے کہ یہ زمین ان کے گھوڑوں کے اونٹ باندھے جائیں گے اور جہاں آپ گھوڑے اونٹ باندھے

نے بذر بے وحی فرمایا۔ یہ مزار نہیں ہے بلکہ یہاں نواسہ رسول محمد مصطفیٰ صلعم کا خون ہے۔ اس کا قاتل یزید ہوگا جس پر حق و انس اور پختہ و پختہ لعنت کریں گے۔ ہم نے چاہا کہ تمہارا خون بھی اس کے پاک خون میں مل جائے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ نے بھی یزید پر لعنت کی۔ (بخاری الاوار)

## حضرت سلیمان علیہ السلام

روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان ایک مرتبہ اپنے فرش خاص پر بیٹھے اور ہوا کو حکم دیا کہ وہ اسے اٹھا کر لے جائے۔ ہوائے حکم پانے ہی فرش کو زمین سے بالا کیا اور فرش کو اپنے فرش پر لے لئے ہوئے چلنے لگی اور جب یہ فرش صحرائے کربلا پہنچا تو اس میں لقرشما پیدا ہوتی ہوا تھمتی لگی اور آہستہ آہستہ فرش زمین پر اتر آیا۔ حضرت سلیمان نے ہوا کو تادیبی الفاظ سنائے جس پر ہوائے جواب دیا یہ وہ سرزمین ہے جس پر حسین علیہ السلام شہید ہوں گے لہذا میں یہاں حرکت پذیر نہ ہوسکی۔ حضرت سلیمان نے ہوا سے دریافت کیا یہ حسین کون ہے؟ ہوائے کہا یہ احمد مختار کا نواسہ اور حیدر کرار کا فرزند ہے۔ اس کا قاتل یزید ہوگا۔ حضرت سلیمان نے یزید پر نفرین کیا اور آپ کے ساتھ تمام جن و انس نے مل کر نفرین بھی جس کی برکت سے ہوا پھر چلنے لگی اور فرش سلیمان ہوا کے فرش پر اترنے لگا۔

(بخاری الاوار)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بضرخ سیاحت نکلے اور وارو صحرائے کربلا ہوتے۔ حضرت عیسیٰ اپنے انصار کے ساتھ تھے۔ اس موقع پر ایک شیر نے آپ کی راہ روٹی حضرت عیسیٰ نے فرمایا اے شیر تو میری راہ کیوں روک رہا ہے۔ شیر کو خداوند تعالیٰ نے زبان دی۔ اور شیر کو یا ہوا، کہنے لگا۔ اے نبی اللہ یہ وہ سرزمین ہے جہاں نواسہ نبی امی شہید کیا جائے گا۔ جب تک اس کے قاتلوں پر لعنت نہیں کرے گی میں نہیں آگے نہیں بڑھنے دوں گا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ نے قاتلان حسین پر لعنت کی اور اس کے بعد شیر راستہ سے ہٹ گیا۔

## حضرت محمد مصطفیٰ صلعم علیہ السلام

حضرت محمد مصطفیٰ صلعم سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں اکابر علماء اہل سنت اور علماء اہل تشیع نے بہت سی پیش گوئیاں نقل کی ہیں۔ مثلاً صادق محرقہ



قیام

# حرم علیہ السلام امام سے مراد کے نتائج

اَوْفُوا بِالْعُقُودِ (مائدہ آیتہ ۱) اسے سنا جانا ایمان لینے  
عہد و پیمانہ کی وفاق اور جو شرط کی ہے اس کو پورا کرنا اور اس سے  
واضع حدیث ”المؤمنون عذبت شرورهم“ میں اپنی  
شرطوں کو پورا کرتے ہیں۔ کی اس طرح سرعام مخالفت کی جس سے  
شرافت نفس انگشت بدندان ہے۔ جس کا فخر پر شرطیں رکھیں  
اس کو بارہ بارہ کر کے اپنے پیروں تلے کچل دیا۔ اور لوگ خائوش  
تماشا بنے رہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اس اقدام  
سے واضح کر دیا کہ انحراف فرد و معاشرہ حاکم و رعایا سب پر مراد  
کو گیا ہے۔ یہ انحراف رفتہ رفتہ اس منزل تک پہنچے گا کہ اس  
شخص کو اسلام کا حاکم بنایا جائے گا جس کے کوئی دین اسلام  
تعلیمات کا ایک عکس بھی نہیں تھا جس کا ہر قدم اسلامی تعلیمات  
کے خلاف تھا۔ انحراف اور اسلامی تعلیمات کی مخالفت اس منزل  
پر تھی۔ جس کو ”اجتہاد“ کی ”تاویلوں“ سے چھپایا نہیں جاسکتا تھا۔

اہل بیت اطہار علیہم السلام نے اپنی حکمت عملی سے اس  
منحرف انجام سے اسلئے منحرف آواز کا پتہ دیا جو حضرت رسول خدا  
کی وفات کے فوراً بعد شروع ہوا تھا۔ اسلام کی تصویر کشی ہوتے  
اس منزل پر آگے کہ حاکم وقت شراب اور دوسرے حرام کاموں میں  
مبتلا تھا اور امت امر بمعروف و نہی از منکر کے فریضہ کو بھول کر  
ہوس دینا، حب زندگی اور فراموشی آخرت میں مبتلا ہو کر اس کے  
ہاتھوں پر بیعت بھی کر رہی تھی۔ اور ایسا لگتا تھا جیسے کوئی بات  
یہ نہ ہو۔

حضرت رسول خدا نے جن لوگوں کو دین کا محافظ قرار دیا  
اور جنہیں حفاظت دین اسلام و حضرت ابو طالب علیہ السلام اور  
ام المؤمنین جناب خدیجہ علیہا السلام سے وراثت میں ملی تھی۔ وہ  
دین اسلام کس طرح نابود ہوتے دیکھ سکتے تھے۔ یہ تو وہ آقا  
تھا کہ اصلاح کے لئے ممنوعہ بند قیام کی ضرورت تھی۔ شیوا سے  
یا کبیرہ خون کی ضرورت تھی۔ جس کے لئے حضرت امام حسین علیہ السلام  
سبلے سے تیار تھے۔ اور اس کے لئے امام حسین علیہ السلام نے اپنے  
افراد منتخب لئے تھے جو اعداء میں بے دردی تھے لیکن جہاد کے لئے  
وسعتیں لا محدود تھیں۔ یہ واقعہ گزیرہ ایک دن میں تمام ہو گیا۔ مگر  
اس کے اثرات ابدی سرحدوں سے ملتے ہیں۔ وہ خون جو انصار  
کی رگوں میں دوڑ رہا تھا جب کربلا کی سرزمین پر گرا تو غیرت مند  
مسلمان کی رگوں میں دوڑنے لگا۔ اور انہوں نے ہر مرد و مردار سے  
ہاتھوں سے ٹپکنے لگا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے قیام کے کیا نتائج  
پورے ہیں۔ اس کا اندازہ آتا ہے انہیں ہے جس وقت کہ  
اثرات لائی ہوئی ہیں۔ اس کے نتائج کو شمار کرنا ہر دین

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت یا  
شہادت کے فوراً بعد اہل بیت اطہار علیہم السلام نے اپنے  
حفاظت کی خاطر صبر کا جو سلسلہ شروع کیا وہ آج تک باقی ہے۔  
اپنے مسلم الثبوت حق کی پامالی پر صرف اس لئے صبر کرتے رہے کہ دین  
باقی رہے ہجیر اور شہادتین کی صدائیں فضا میں گونجتی رہیں۔

اہل بیت اطہار کے دور رس نگاہیں انحراف کے نقطہ آغاز  
کو دیکھ رہی تھیں۔ دو خط جیب ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں  
تو ابتدا میں ان کا فائدہ بہت زیادہ محسوس نہیں ہوتا ہے۔ کچھ  
دیر تک تو ایک ہی خط معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جیسے خط آگے بڑھتا  
ہے۔ فائدہ اتنا ہی زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ حکومت شام اور خلافت  
یہ نہ اس خط کی نمایاں نمائشیں ہیں جو حضرت رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد شروع کیا گیا تھا۔ اہل بیت اطہار  
علیہم السلام نے اپنی حکمت عملی سے خدا کے نازل کردہ اور رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاسیس کردہ خط کی حفاظت اس طرح کی  
کہ یہ خط اس طرح کی تحریف سے محفوظ رہے اور دوسرے خط کا انحراف  
واضح ہوا چلا جائے۔ شوری میں حضرت علی علیہ السلام نے کتاب و  
سنت کے مقابلہ میں سیرت شیخین پر عمل کرنے سے انکار کر کے یہ  
واضح کر دیا کہ یہ خط کتاب و سنت سے آگے ہے۔ وہ حضرات جن  
کا فکری سرمایہ صرف کجی میں مرکوز تھا وہ اس انحراف کو درک  
نہیں کر پائے تھے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے حاکم وقت  
سے اس شرط کا اقرار کیا کہ وہ کتاب و سنت کی پیروی کرے گا۔  
حاکم وقت نے اپنی دستخط سے اس شرط کو منظور بھی کیا۔ لیکن  
قرآن کریم کے اس واضح حکم ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“

میں چند اہم نتائج کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

## سر بلند ریادین

جو لوگ دین کو سنانا چاہتے تھے۔ قرآن اور سنت رسولؐ کی طرح اپنے کردار کو بھی دین کا جز بنا نا چاہتے تھے وہ سب کے سب ختم ہو گئے دین آج بھی باقی ہے اور ان کا کنار ایک گنہگار کردار کے علامت بن کر رہ گیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے کردار سے ثابت کرنا کہ "كَلِمَةُ الْاٰدِمِيْنَ كَفَرُوْا السُّفٰلِيْنَ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعِلْمُ" (سورہ نورہ ص ۲۴) (خدا نے کافروں کی بات سچی کر دکھائی اور خدایٰ کا بول بالا رہا) حضرت رسولؐ کی یہ حدیث۔ "الاسلام لعلو ولا یلعلى علیه۔ اسلام ہمیشہ۔ سر بلند رہے گا کوئی اس پر فوقیت حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

دنیا میں جہاں بھی دین کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ مسلمان خود کو دہل اسلام، مسلمان کہتے ہوئے فخر محسوس کر رہے ہیں۔ یہ سب حسین علیہ السلام کے قیام کا حقیقہ ہے۔ امام حسین علیہ السلام کا وہ عظیم ترین مرکز ہیں جو چیز ان کی طرف منسوب ہو گئی وہ صاحب تاثیر ہو گئی۔ جس طرح امام حسین علیہ السلام اور ان کے خاندان کے تذکرہ سے دین زندہ ہوتا ہے وہ دوسری باتوں سے نہیں۔ اگر یہ قیام نہ ہوتا اور تیرید کا دین رائج ہو جاتا تو آج کوئی بھی دیندار ہونے کو فخر و شرافت نفس محسوس نہ کرتا۔ سب بے دینی پر ناز کھتے۔ امام حسین علیہ السلام نے دینداروں کو سر بلند ری عطا کیا ہے۔ یہی وہ سکہ حق ہے جس کی بنا پر سرخ شدہ سکہ چل رہے ہیں۔

## حق کی فتح اور بقائے کائنات

خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ "وَلَوْ اَتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَالَ النَّاسِ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ" (سورہ یونس ص ۱۷) اگر کہیں حق ان کی نفسانی خواہشوں کے پیروی کرتا تو سارے آسمان و زمین اور جو لوگ ان میں ہیں سب کے سب برباد ہو جاتے۔

اگر امام حسین علیہ السلام خاموش رہ جاتے اور قیام نہ کرتے تو باطل نہ صرف دین پر مسلط ہو جاتا بلکہ آسمان و زمین اور پوری کائنات کا وجود خطرہ میں پڑ جاتا اور سب ایک تباہ و برباد ہو جاتا۔ اس وقت کائنات کا وجود بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے قیام کا نتیجہ ہے۔ اس وقت ہر ذی حیات کی زندگی قیام حسین کی مرہونِ سنت ہے۔

## دینی بیداری

کبیل بکھرا اورٹی وی ماحول پر فساد جگہ جگہ پھیل رہا ہے۔ کیا شہر کیا دیہات، کیا امیر کیا غریب، ہر ایک اس سے نشانہ ہے۔ شہرت گناہ کا احساس کم ہو گیا ہے۔ فسق و فجور، شراب و شہاب، عریانیت و بے حیائی، زندگی کا معمول بن گئے ہیں۔ اخلاقی تذبذب، ماریٹ کے چمکا چوند سے بے رنگ ہو گئی ہیں۔ ان تمام چیزوں کے باوجود آج کوئی شرابی، بندرباز، لالائی۔ خلافت رسولؐ کا دعویٰ دہرائیں ہوسکتا اور نہ کوئی اس کو خلیفہ تسلیم کرے گا۔ اس کردار کے ساتھ دنیا کی کوئی طاقت اس کو خلیفہ نہیں بنا سکتی ہے۔ یہ بیداری حضرت امام حسین علیہ السلام کی قربانی اور ان کے قیام کا نتیجہ ہے۔ ورنہ امام حسین علیہ السلام کے قیام سے قبل لوگ تیرید جیسے فاسق و جابر کو خلیفہ تسلیم کر رہے تھے اور اس کی اطاعت کو واجب و لازم قرار دیتے تھے۔ اگر قیام حسین نہ ہوتا تو دینی شعور مڑ ہو جاتا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ "جو ظلم و جابر حاکم کو دیکھے کہ وہ حرام خدا کو حلال کر رہا ہے خدا کے عہد و پیمانہ کو توڑ رہا ہے۔ رسولؐ خدا کی سنت کی مخالفت کر رہا ہے لوگوں سے گناہ کا برتاؤ کر رہا ہے۔ اس کے باوجود لوگ اس کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھائیں، تبدیلی کے لئے قیام نہ کریں تو خدا کے لئے سزاوار ہے عذاب و عقاب کو" (ص ۱۳) کا ٹھکانہ قرار دے؟

دیکھو یہ لوگ کس طرح یا بندی سے شیطان کی اطاعت کر رہے ہیں اور رحمن کی اطاعت سے دور ہو رہے ہیں۔ فساد پھیلا رہے ہیں، جہاد و قربانیاں الہی کو منقطع کر رہے ہیں۔ برت المال اپنے سے خواہش کے مطابق خرچ کر رہے ہیں۔ حلال خدا کو حرام اور حرام خدا کو حلال کر رہے ہیں۔

ان حالات کو بدلتے کایں زیادہ حقدار ہو جا۔۔۔

(تاریخ طبری ص ۲۴۲۔ کامل ابن اثیر ص ۱۰۰)

ان کلمات پر غور فرمائیے اور دیکھئے ایک ایک جملہ کس طرح دینی غیرت کو بیدار کر رہا ہے۔ اصلاحی فکر کو انہیں کلمات سے تحریریک مل رہی ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قیام نے بیداری کی وہ شرح بھونکنے کی ہے کہ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی کوئی اسلام کو سنانے کی کوشش نہیں کر سکتا جب اسلام کے خلاف آواز اٹھتی ہے تو لوگوں میں اسلامی قوانین پر عمل کرنے کا جذبہ اور زیادہ شدید ہو جاتا ہے۔ یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قربانی کا اثر ہے۔

## تہذیب نفس

تہذیب نفس تطہیر باطن انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اہم





# شہید کربلا کی عظمتیں صحابہ نابین کی نظر میں

دنیا کی الم انگیز مصیبتوں سے نجات پا کر جو خداوندی میں پہنچ گئیں۔

اُمّ ابیہا، حضرت زہراء کی وفات کے بعد حضرت علیؑ علیہ السلام اور ان کے دونوں فرزند امام حسن اور امام حسینؑ مسلمانوں کے قلبی احساسات اور اولیائے محبت کا مرکز تھے۔ جو پیغمبرؐ کو صدق دل سے چاہتا تھا اس کے لئے ممکن نہ تھا کہ اس کا دل حسینؑ علیہا السلام کی محبت سے خالی ہو۔ وہ یادگار پیغمبر تھے اور ان کا احترام و محبت، پیغمبر اکرمؐ کی محبت و احترام تھا۔ اگر یوں کہا جائے کہ یہ دو سردارانِ جوانانِ جنت، پیغمبر اکرمؐ کے بعد جملہ مومنین و مومنات کے دلوں کی دھڑکن بن گئے تھے اور ان کے وجود پاک کی بنا پر شہر مدینہ کو وہی روحانی منزلت حاصل تھی۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں تھی تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا۔ جب یہ دونوں مدینے کی ٹکڑوں میں، مسجد پیغمبرؐ یا نبی اور مجمع اور مجلس میں تشریف لاتے تو ایسا لگتا کہ خود رسول خداؐ بنفسہ تشریف فرما ہیں۔ ایک خاص شور و شوق لوگوں کے دیمان پایا جاتا۔ انہیں ایسا لگتا کہ گویا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور دوبارہ آگیا۔ ان دونوں کا جمال، ان کی روحانیت اور ان کی معنویت، لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں نفوذ کر جاتی۔

جن لوگوں کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا، وہ اس بات پر خوشی اور فخر کا اظہار کرتے کہ انہیں پیغمبر کی دو عزیز ترین یادگاروں کی زیارت اور خدمت کا فیض حاصل ہوا ہے۔ جس کا بھی دل چاہتا وہ اس کی مجلسوں میں بیٹھتا اور ان کی حکمت آمیز گفتگو سے اپنی روحانی تشنگی بجھاتا۔ دنیا کے شرق و غرب میں کوئی ایسا مسلمان نہیں تھا کہ جس کا دل حسن و حسین علیہما السلام کی محبت سے خالی ہوتا

سوائے اہل نفاق کے۔ بلکہ کچھ منافقین اہل بیت سے بغض رکھنے والے افراد ایسے بھی تھے جو عوام کو دھوکا دینے کی نیت سے اور سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اظہار عقیدت کیا کرتے تھے۔ لوگ حسین علیہا السلام سے اس قدر محبت کرتے کہ بہت سے افراد یہ بھی گمان کرتے کہ چاہئے کہ ان دونوں کو ان کے پدر بزرگوار حضرت علیؑ علیہ السلام سے بھی زیادہ جانتے ہیں امیر شام معاویہ بن ابی سفیان، شام کے پادشاہ تھے۔ ان میں ایسی نفلوں کا اتفاق کیا کرتا تھا۔ جہاں زیادہ کی محبت کے لئے زمین ہموار کی جاتی تھی۔ اگر کوئی حق کوئی ہی جرات کرتا تو فوراً اہل باطل قرار دیا جاتا۔ کچھ ایسے بھی ہوتے جو امراء و سرداروں اور رئیسوں سے قربت حاصل کرنے کے لئے بھی قسم کے تعلق اور طبعی راجہ و تماش سے گریز نہ کرتے۔

پہلی صدی ہجری میں مسلمانوں کے دلوں میں جو محبت و عظمت امام حسینؑ کے لئے پائی جاتی تھی وہ بے مثال ہے اور بے نظیر ہے۔ اس محبت و احترام کی وجہ وہ غیر معمولی مہربانیاں، محبتیں، نوازشیں، الطاف اور مراحم تھے جن کا اظہار آنحضرتؐ نے امام حسینؑ کے لئے فرمایا کرتے تھے اور وہ حدیثیں جو رسول خداؐ نے سید الشہداء کے فضائل و مناقب میں بیان فرمائی تھیں۔ جو مسلمانوں کے درمیان رائج تھیں اور جن کا ذکر مجالس و محافل مومنین میں ہوا کرتا تھا اور عام و خاص سب بلا استثناء اس سے واقف تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت سے عالم اسلام پر ایک عظیم مصیبت آپڑی۔ اسن طمانی ماحول میں، اگر صاحبان ایمان کو کوئی روشنی نظر آئی، تو وہ صرف اور صرف امیر المومنین علی بن ابی طالب، عالم اسلام کے وجود مقدس جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اور ان کے دو باوقار فرزند جنت کے جوانوں کے سردار امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے وجود و کسب روشنی تھے۔ اگر کوئی امید و توقع تھی تو مومن امتیں حضرات سے لہذا، یہ بر عظمت شہادتیں مسلمانوں کا، مجھ و تم کو تسلیم ہونا چاہئے و محو رہن گئیں۔

لیکن جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ کے بعد اہل بیت کے حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا زیادہ دلوں تک زندہ رہیں اور حدیثیں ایسے پد بزرگوار اور بے شمار تھیں اور ان

کر دیا کہ عثمان کے قتل میں معاویہ، طلحہ، زبیر وغیرہ شامل تھے (بحوالہ: ابوالشہداء ص ۷۳)

امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد لوگوں کے دلوں میں امام حسین علیہ السلام کی محبت میں اور اضافہ ہو گیا اور یہ بات مبالغہ نہ ہوگی اگر یوں کہا جائے کہ تمام لوگوں کے دلوں میں امام حسین علیہ السلام کی محبت سما گئی ہے۔

ابن کثیر لکھتا ہے۔ جب حسین اور زبیر مکہ میں وارد ہوئے اور اقامت پذیر ہوئے، لوگ حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بالکل جدا نہیں ہوتے تھے۔ گروہ درگروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ کے اطراف میں بیٹھ کر واپ کی باتوں کو غور سے سنتا۔

(سموالمعنی فی سموالذات ص ۱۳۹)

تمام اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ابن عباس کا نام بڑے احترام سے لیا جاتا ہے۔ آپ کا لقب خیر امت یعنی امت کی روشنائی ابن عباس بنی ہاشم میں سے تھے اور پیغمبر کے چچا زاد بھائی تھے۔ عمر میں آپ سید الشہداء سے بڑے تھے۔ احادیث پیغمبر کے راویوں میں آپ کا نام سرفہرست آتا ہے۔ خلیفہ اول اور ثانی اپنے اپنے دور خلافت میں آپ کا احترام کیا کرتے تھے اور خلیفہ ثانی تو آپ سے مشورہ بھی لیا کرتے تھے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی خلافت کے دور میں ابن عباس کا شمار آپ کے بزرگ صحابی اور شاگردوں میں ہوا کرتا تھا۔ ان تمام عظیموں کے باوجود مشہور سنی مؤرخ ابن سعد اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں: ”ابن عباس رکاب حسن و حسین کو اس وقت تک سمجھا کرتے تھے جب تک کہ آپ دونوں سوار نہیں ہو جاتے اور کہا کرتے تھے: ”ھمما ابنا رسول اللہ۔ یہ دونوں رسول اللہ کے فرزند ہیں۔“ (تذکرۃ الخواص سبط ابن جوزی ص ۴۴)

خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب امام حسین علیہ السلام کے مقام کی عظمت و جلالت کا پاس رکھتے ہوئے فرمایا کرتے تھے۔ انما اشدت ما تروی فی رؤسنا اللہ شتم انتہم یعنی جو کچھ عزت ہمیں ملی ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں وہ اللہ کی بدولت ہے اور پھر آپ اہل بیت کی بنیاد پر۔

(الاصابح ص ۳۳۳۔ اسفان الراغبین ص ۱۸۳)

خلیفہ ثانی کے فرزند عبداللہ بن عمر غزالی کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے امام حسین کو دیکھا اور فرمایا۔ ہذا احب اهل الارض الى اهل السماء اليوم یعنی اس وقت اہل آسمان کے نزدیک اہل زمین میں سب

ایسی ہی ایک نشتر میں احنف بن قیس نے بڑی ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاویہ کو امام حسن علیہ السلام کے ساتھ دلی عہد ریزی کے موضوع پر اپنے عہد و پیمانہ پر پائی رہنے پر زور دیا اور عام مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنے کی سفارش کی۔ احنف نے وضاحت کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام اور حسین علیہم السلام کے ساتھ اہل عراق کے محبت و عقیدت کا تذکرہ کیا اور پھر کہا:

اے معاویہ یاد رکھو خدا کے عز و جل کے نزدیک تیرے پاس کوئی عذر یا حجت نہ ہوگی اگر کوئی اپنے بیٹے یزید کو حسن اور حسین علیہما السلام پر ترجیح دے۔ حالانکہ تو یہ بخوبی جانتا ہے کہ حسن اور حسین کون ہیں اور کس ہدف اور کس مقصد کی طرف گامزن ہیں۔

اسی بیان کے ضمن میں احنف نے کہا: خدا کی قسم اہل عراق علی سے زیادہ حسین سے محبت کرتے ہیں۔

(بحوالہ: الحسن و الحسین سبط رسول اللہ ص ۲۹-۵۰)

شاید یہی وجہ تھی کہ کچھ خاص صحابہ جیسے عمار اور قیس بن سعد انصاری اور جن لوگوں نے عہد پیغمبر کو دیکھا تھا اور علی علیہ السلام کی مشہور فداکاریوں اور جاں بازیوں کے گواہ تھے۔ وہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور امام حسن و حسین علیہم السلام سے بھی زیادہ محبت کیا کرتے تھے۔ اس بنا پر کہ یہ دونوں رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند تھے اور حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہما کے دل کے ٹکڑے تھے۔

حقاً دیکھتا ہے: حسین نے ستاون سال زندگی بسر کی۔ آپ کے دشمن اور آپ سے بغض و عداوت رکھنے والے لوگ ایسے تھے۔ جو جھوٹ اور دروغ گوئی سے قطعاً پرہیز نہیں کرتے تھے۔ لیکن ان میں سے کسی نے اتنی جرأت نہیں کی کہ آپ میں کوئی عیب نکال سکتا آپ کے کسی فضائل اور مناقب سے انکار کر سکتا۔ یہاں تک کہ معاویہ کو جب آپ کا عتاب آمیز خط ملا (جس کا ذکر المنتظر کے اسی رسالہ میں موجود ہے) اور اس نے یہ ارادہ کیا کہ جواب میں کوئی جبارت کرے، تو وہ اور اس کے مشرک کار پریشان تھے کہ اگر جواب لکھیں تو کیا؟ حسین کی جلالت و عظمت اور پاکدامنی کی تحقیر کو نہ کر سکتے تھے؟ معاویہ نے یہ کہا کہ علی پر تو میں ہمت رکھا کرتا ہوں مگر حسین پر لگاؤں تو کیا؟ (یہاں پر حضرت علی علیہ السلام پر ہمت سے مراد خلیفہ ثالث عثمان بن عفان کے قتل کے سازش کا بہتان تھا۔ حالانکہ تاریخ نے خود اس راز کو فاش

دنیویں میں مولائے کائنات پر بائقوں جہنم رسید ہوئے۔ اب اپنی بدلہ لینے کا موقع ملا اور ان کے نفاذ کا پرہہ فاش ہو گیا۔ جب امام زمانہ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ان سب کی تعمیر شدہ عمارتوں کو نیست و نابود کر دیں گے۔ پروردگارا جو کوئی بھی امام حسین کے قتل میں شامل ہوا ہے ذلیل و خوار فرما اور اصل جہنم کھٹے۔ آمین۔

## بقیہ: پانی ...

بِنَفْسِي شَفَاهَا ذَلَلَاتِ مِنَ الظَّمَاءِ  
وَلَمْ تَحْطَلْ مِنْ مَاءِ الْمُرَاتِ لِنَفْطَرَةٍ

”فدا ہوں جان میری ان لہائے نازک پر جو پیاس کی شدت سے مثل برگ گل خشک و پشردہ ہو گئے تھے اور جن لبوں تک مرتے دم بھی ایک قطرہ پانی کا نہ پہنچا۔“

تیسرا عضو آنکھیں ہیں جن میں پیاس سے حلقے پڑ گئے تھے اور دھنس گئی تھیں۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔

بِنَفْسِي عُيُوبًا عَابَرَاتِ مَوَاهِرًا  
إِلَى الْمَاءِ مِنْهَا نَظْرَةٌ بَعْدَ نَظْرَةٍ

”فدا ہوں جان میری ان آنکھوں پر جن میں بہ سبب نایابی آب کے حلقے پڑ گئے تھے اور جو حسرت سے بار بار فرات کی طرف دیکھا کہیں اور مرتے دم تک پانی میسر نہیں ہوا۔“

چوتھا عضو جس پر پیاس نے اثر کیا وہ حضرت کی زبان تھی۔ پیاس کے مابے سوکھ گئی تھی اور اس میں کانٹے پڑ گئے تھے یہاں تک کہ غلبہ تشنگی میں سوکھی زبان کو رہ کر چبائے تھے۔ اور بار بار کے چبانے سے وہ خشک زبان مجروح ہو گئی تھی۔ اس سوکھی ہوئی زبان کا حال صرف جناب علی اکبر ہی بیان کر سکتے تھے اللہ اکبر کیا پیاس تھی۔ امام حسین نے مرتے دم تک شرمیلوں سے پانی طلب کیا ہے چنانچہ جب حضرت زخموں سے چور ہو کر گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے تو شرمیلے جیسا خنجر ہاتھ میں لائے قریب آیا اور سینہ مبارک پر گھٹنے رکھ کر بیٹھ گیا اور زنج کسے لگا تو آپ نے فرمایا۔

كَاشِعُورَانِ كَمَا لَا يَسُدُّكَ مِنْ قَتْلِي فَاسْقِنِي  
شَرِبَةً مِنَ الْمَاءِ (روایع الاحزان ص ۳۲۵)

”اے شرمیلے گھٹھے میرا قتل ہی منظور ہے تو پہلے تھوڑا سا پانی پلا دے۔“

لیکن شقی نے کچھ بھی خیال نہ کیا اور جگر گوشہ رسول کو پیاس ہی شہید کیا۔

سے زیادہ محبوب و محترم یہ ہیں۔ (الاصحاح ج ۱ ص ۳۲۳)  
خلیفہ اول ابو بکر پیغمبر کی ماسی میں حسن اور حسین کو اپنے دوش پر سوار کیا کرتے تھے۔ (مقتل خوارزمی ص ۹۳)  
حسن بصری کہتے ہیں کہ حسین علیہ السلام سرور، زاہد، صالح، خوش اخلاق اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے۔  
(مقتل خوارزمی ص ۱۵۳)

عبداللہ بن زبیر نے امام حسین کی شہادت کے متعلق مسجد الحرام میں لوگوں سے اس طرح خطاب فرمایا کہ حسین نے عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دی۔ خدا آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے قاتلوں کو ذلیل و خوار کرتے اور جس نے بھی آپ کے قتل کا حکم دیا ہے اس پر لعنت خدا ہو۔ خدا کی قسم حسین بہت زیادہ روزہ رکھتے تھے اور نماز شب ادا کیا کرتے تھے۔ اور رسول خدا کی قربت کے مستحق تھے۔ خدا کی قسم جو قرآن کو بطور غنا قرأت کرے اس شخص سے زیادہ فاسق و فاجر کوئی نہیں اور خدا کے خوف میں گریہ کرنے کے بدلے، گانا گلے، دلوں میں شراب پیئے اور راتوں میں لہو و لعاب میں مبتلا ہو اور مناجات خدا کے بجائے شکار بازی میں مشغول ہو اور بندوں کے ساتھ کھیل میں مصروف ہو (یہ سارے اشارے یرید بد کردار کی خصلتوں کی طرف تھے) بہت جلد وہ مگر ہی میں مبتلا ہوں گے۔ جان لو اللہ کی لعنت ظالموں پر ہے۔ (تذکرۃ الخواص، ص ۲۸۸)

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسین علیہ السلام کا سر مبارک طشت میں رکھ کر عبداللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اپنے پیروں سے ٹھوکریں مار کر بیے ادنیٰ کی اور آپ کے حسن و جمال پر نکتہ چینی کی۔ انس نے فرمایا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔  
(صحیح بخاری، کتاب المناقب)

فضائل امام حسین بھتے بھتے قلم بڑھ جائے گا اب اور زیادہ بھتے کی بہت نہیں لیکن اب سوال صرف اتنا ہے کہ جب لوگوں کے دلوں میں امام حسین کے لئے اتنی محبت تھی اور صحابہ اور تابعین آپ کی فضیلت سے بخوبی آشنا تھے تو پھر سائے کر بلکیوں پیش آیا؟

روز عاشورہ ہمارے مظلوم امام نے فوج یزید سے اپنا جرم طلب کیا؟ جفا کاروں کے نزدیک کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے لَوْضًا لَا بَيْتَكَ۔ آپ کے والد سے بھص کی بنا پر۔ یہ وہ منافق تھے جن کے اجداد بدرا اجد خندق، خیبر، حنین سے

تمہارے خلاف کسی جنگ یا اقدام کا ارادہ نہیں رکھتا ہوں۔ لیکن خدا کی قسم۔ تمہاری حکومت کے خلاف جو کوئی قدم نہیں اٹھا رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تمہاری مخالفت نہ کرنے میں خدا کے خوشنودی خیال کو تباہ کرنا اور مخالفت کے لئے خدا سے ڈرنا ہوں بلکہ مجھے تو اس بات کا خوف ہے کہ تمہارے اور تمہارے مملوک اور بے دینی دوستوں جو شیطان کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں کے مقابلے میں میری خاموشی کو خدا قبول نہ کرے اور میرے عذر کو معاف نہ کرے۔

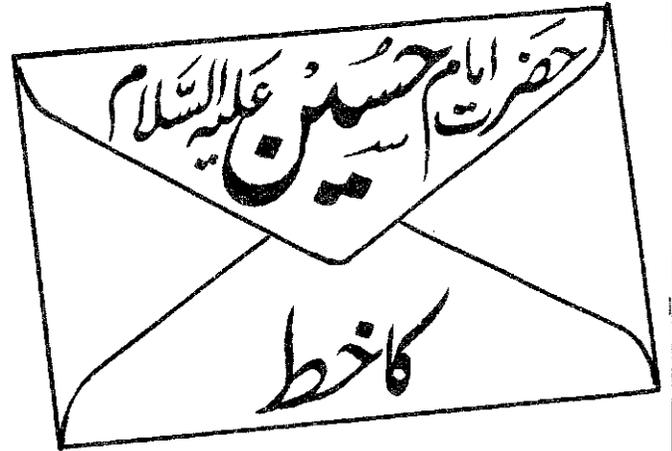
کیا تم جو بن عدی اور ان کے نزاری و پرہیزگار ساتھیوں کے قاتل نہیں ہو جن لوگوں نے ظلم کی مخالفت کی بدعتوں کو بڑھا جانا اور خدا کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہ کیا۔ کیا تم نے ان لوگوں کے لئے بڑی بڑی قسمیں نہیں کھانی تھیں اور بڑے بڑے عہد و پیمانہ نہیں کئے تھے۔ کیا تم نے ان سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تمہارے اور ان کے درمیان جو بائیں ہوئی ہیں اس سلسلے میں ان کو گرفتار نہیں کرو گے۔ انہیں نہیں ستاؤ گے۔ مگر ان تمام عہد و پیمانہ کے باوجود کیا تم نے ان لوگوں کو قتل نہیں کیا۔؟

کیا تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیکو کار صحابی عمرو بن حق خزاعی کے قاتل نہیں ہو۔ شوقاً خدا سے تم نے جس نے جسم کو ضیعت و کمزور کر دیا تھا۔ ذک زور کو دیا تھا۔ بدتم نے ان کو اپنی امان نہیں دی تھی اگر اس طرح کی امان کسی بیزندہ کو دی جاتی تو وہ بھی پہاڑ سے چوٹی سے نیچے اترتا۔ مگر تم نے اس عہد و پیمانہ اور امان کا بھی پاس نہ لیا اور ان کو قتل کر دیا۔

کیا تم وہی نہیں ہو جس نے "سُمیہ" کے بیٹے "زیاد" کو جو "نبی تقیف" کے ایک غلام کے بستر پر پیدا ہوا تھا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے۔ "بیٹا باپ سے متعلق ہے اور بزرگ کے لئے پتھر ہے" کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے باپ کی طرف منسوب کیا اور حضرت بنی رسول خدا کے حکم کی نہ تھی مخالفت ڈار اور اپنی نفسانی خواہشات کی اطاعت کی۔ اس کے بعد اس کو عراق قین کے عوام پر مسلط کر دیا جس نے ان کے ہاتھ پیر کاٹے، آنکھوں کو خلیقہ چشم سے باہر نکالا اور انہیں کھجور کے دانتوں پر موٹی پول لٹکایا۔

ایسا لگتا ہے تم امت اسلام سے نہیں ہو اور اس امت سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں ہے۔

کیا تم وہی نہیں ہو جو سُمیہ کے فرزند (زیاد بن ابیہ) نے تم کو "قبیلہ حضرتی" کے افراد کے بارے میں لکھا کہ یہ لوگ حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے دین پر ہیں۔ تو تم نے جواب میں لکھا "جو کوئی علی کے دین پر ہو اس کو قتل کر دو۔ اس کے بعد "زیاد" نے "حضریوں" کو قتل کیا اور تمہارے حکم سے انہیں مُثلہ



## امیر شام معاویہ کے نام

خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں ان کے حکم سے معاویہ بن ابی سفیان کو شام کا حاکم بنا دیا گیا اور یہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ کے آخری ایام تک قائم رہا حضرت امام حسین علیہ السلام کی امامت کے دس سال معاویہ کی خلافت اور حکومت میں گذرے۔

بزرگ مرتبہ مورخ اور ماہر رجال "کشی" نے اپنی معتبر کتاب "رجال" میں اس طرح نقل کیا ہے۔

رجال کشی ص ۳۲۔ بحوالہ انوار ۲۴/۲۱۲۔ ایمان الشیعہ ۱/۵۸۳  
مروان بن حکم، معاویہ کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا اس نے معاویہ کو لکھا کہ مدینہ کے بزرگ مرتبہ افراد امام حسین علیہ السلام سے نزدیک تعلقات رکھتے ہیں اور امام حسین علیہ السلام کے یہاں ان کی آمد و رفت ہے اور یہ بات آل ابی سفیان کی خلافت کے مستقبل کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ معاویہ نے خطرات سے بچنے کے لئے حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام ایک خط لکھا اور اس میں دشمنیاں دیں۔ امام حسین علیہ السلام نے جواب میں معاویہ کو یہ خط لکھا۔

خداوند عالم کی حمد و ثنا اور رسول خدا پر دور و دور اسلام کے بعد تمہارا خط ملا تم نے یہ ذکر کیا ہے نہ صرف ہر بارے میں ہر پہنچی ہیں جس سے تم خوش نہیں ہو اور تمہاری نظریں وہ ہیں میرے لئے وہ سب باتیں ہیں یہ بھی تذکرہ کیا ہے صرف خدا ہے جو نیکی کی طرف لوگوں کی ہدایت کرتا ہے اور وہی ہے وہ اللہ اور مددگار ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرے بارے میں جو خبر تمہارا پہنچی ہے اس کو چاہو اس اور جو خبر تمہارے تم تک پہنچا ہے۔ میں

برباود کر رہے ہو اور رعایا کے ساتھ خیانت کر رہے ہو۔ خدا کی باتوں کو ذلیل کر رہے ہو۔ بے وقوف اور نادان لوگوں کی باتوں کو قبول کر رہے ہو اور ان نادانوں کی خاطر مستحق، پرہیزگار اور خدا ترین لوگوں کو ڈرا رہے ہو۔

والسلام

اس تاریخی ہجرت اور دو لوگ خط میں امام حسین علیہ السلام نے جن باتوں پر اعتراض کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ مومنین کے خلاف چالپوس اور خفاخو لوگوں کی باتوں کو کیوں سنا۔ ۶

۲۔ اپنے زمانہ کے بہترین مومین حجربن عدی اور ان کے ساتھیوں کو کیوں قتل کیا۔ ۶

۳۔ رسول خدا کے نیک سیرت صحابی عمرو بن حق کو کیوں قتل کیا۔ ۶

۴۔ جن لوگوں کو انان دی تھی جن سے عہد و پیمانہ کیا تھا ان کو کیوں دھوکہ دیا۔ عہد و پیمانہ کے بدلہ نہیں کیوں قتل کیا۔ ۶

۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی سرکھجے مخالفت کرتے ہوئے ”زیاد“ کو کیوں ابوسفیان سے ملحق کیا۔ ۶

۶۔ زیاد بن ابیہ جیسے ناپاک شخص کو کیوں مسلمانوں کی جان و مال پر مسلط کیا۔ ۶

۷۔ محبت اہل بیت کے جسم میں قبیلہ حنفری کے افراد کے قتل کا کیوں حکم دیا۔ ۶

۸۔ شراب خوار اور سگ باز بزید کے لئے لوگوں سے بپوں بیعت لی۔ ۶

مختصر یہ کہ ان جرائم اور انحرافات کی بنا پر امام حسین علیہ السلام حکومت معاویہ کی مخالفت کو بہترین عبادت قرار دیتے تھے۔ ان مظالم اور بدعوتوں کے سامنے خاموشی کو جائز نہیں جانتے تھے۔ اور اسی بنا پر امام نے معاویہ کو خدا کے حساب و کتاب اور اس کے سخت ترین عذاب کی طرف متوجہ کیا ہے۔

کیا۔ خدا کی قسم حضرت علی سے خدا کی خاطر تم سے اور تمہارے باپ سے جنگ کا اور آج اسی دین کا بدولت تخت حکومت پر بیٹھے ہو اگر یہ دین اور اس کی بلندیاں نہ ہوتیں تو تم اور تمہارے آبا و اجداد گمراہ اور جاڑے کے گلی کوچوں میں پھرتے رہتے۔ (یعنی گمراہی اور جاڑے میں ادھر ادھر کا سفر کرتے رہتے اور۔ دیار و یار کی خاک چھاتے رہتے۔)

تم نے اپنے خط میں لکھا ہے ”اپنی جان کی حفاظت دین اور امرت و مژگی حفاظت کی خاطر آرام سے بیٹھا نہ ہوں۔ تفرقہ اور سماج میں فتنہ بپا نہ کروا۔ لیکن میں اس امت کے لئے تمہاری حکومت سے بالاتر کوئی اور فتنہ نہیں جانتا ہوں۔ تمہارے خلاف جہاد کو اپنے لئے اور امرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بہترین اور بالاتر چیز جانتا ہوں۔ اگر تمہارے خلاف جہاد کروں تو خدا سے فرشتہ کا بہترین وسیلہ ہوگا اور اگر جہاد نہ کروں تو خدا سے مغفرت کا طلبگار ہوں اور اپنے امور میں خدا سے رہنمائی کا خواستگار ہوں۔

تم نے اپنے خط میں یہ بھی تذکرہ کیا ہے۔ اگر میں تمہاری مخالفت کروں تو تم میری مخالفت کرو گے اگر تمہارے خلاف اقدام کروں تو تم میرے خلاف اقدام کرو گے۔ تم جو چاہو میرے خلاف اقدام کرو۔ مجھے امید ہے کہ تمہارے فکر و حیلے مجھے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ بلکہ سب سے زیادہ نقصان خود تمہارا ہی ہوگا۔ اس لئے کہ تم جہالت کی سواری پر سوار ہو۔ اور عہد و پیمانہ توڑنے کے نوکر ہو۔ میری جان کی قسم تم نے آج تک کبھی بھی شرط کی رعایت نہیں کی۔ جن لوگوں سے تم نے معاہدہ کیا تھا، صلح کی تھی، قسمیں کھائی تھیں، انہیں قتل کیا اور اس حالت میں قتل کیا جب وہ تمہارے خلاف کسی جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے تھے اور نہ انہوں نے کبھی کو قتل کیا تھا۔ ان کو صرف اس لئے قتل کیا کہ وہ ہمارے فضائل بیان کرتے تھے۔ اور ہمارے حقوق کی عظمتوں کے معترف تھے تم نے ان لوگوں کو قتل کر دیا۔ جب کہ ہو سکتا تھا کہ ان کے اقدام کے نتیجے تک پہنچنے سے پہلے انہیں موت آجاتی یا تم ہی کو موت آجاتی۔

اس معاویہ قصاص کے لئے تیار رہو اور خدا کے حساب و کتاب پر یقین رکھو اور یہ جان لو کہ خداوند عالم کے پاس ایک رجسٹر ہے جس میں تمام چھوٹی بڑی گناہیں درج ہیں کوئی ایک چیز چھوٹی نہیں ہے۔ خداوند عالم ہرگز فراموش نہیں کرے گا کہ تم نے لوگوں کو صرف وہم و گمان پر گمراہ کیا۔ اور اولیاء خدا کو بے بنیاد ہمتوں پر قتل کیا ان کو ان کے گھروں سے نکال کر دوسرے شہروں میں دربدر کیا۔ اپنے شرابی اور سگ باز فرزند کے لئے لوگوں سے زبردستی بیعت لی۔

میں دیکھ رہا ہوں تم نقصان اٹھا رہے ہو اور اپنا دین

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

- تمہارے پاس لوگوں کی مزدوروں کا آنا خدا کی نعمت ہے۔ ان نعمتوں کو جانے دو
- عقل صرف حق کی پیروی سے مکمل ہوتی ہے۔
- جو ہم کو دوست رکھے گا وہ ہم اہل بیت سے ہوگا۔
- اگر میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ درک کرنا تو نازندگی ان کی خدمت کرتا۔

پرانسان کی زندگی کا انحصار ہے۔ صرف انسان ہی محتاج پانی نہیں ہے بلکہ حیوانات و نباتات کی زندگی اسی پانی سے ہے۔ کسی شخص نے جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا تھا کہ یا امامؑ پانی کا مزہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ پانی کا مزہ زندگی کا مزہ ہے کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيًّا۔

”ہم نے ہر جاندار سے پانی سے پیدا کیا ہے۔“ (انبیاء: ۳۰)

دُسَبْحَاتِ اللّٰہِ۔ پانی بھی کیا چیز ہے جس کی حقیقت میں حکماء کو اختلاف ہے۔

متقدمین قائل تھے کہ پانی ایک عنصر بسیط ہے اور علماء عہر کا کہنا یہ ہے کہ پانی دو عنصر سے مرکب ہے۔ پانی میں عجیب متضاد صفات جمع ہیں۔ پانی سے آگ بجھ جاتی ہے اور پھر آگ سے پانی بخارات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پانی کمزور ایسا ہے کہ تنکے سے جدھر کوئی چاہے پھیرے اور زور ایسا ہے کہ پہاڑوں کو بہا دیتا ہے بلکہ بعض پہاڑوں کو میداؤں کے ساتھ ہموار کر کے نیرت و نابود کر دیتا ہے۔ انسان پانی پینے سے موت سے بچ جاتا ہے اور اسی پانی میں غرق ہو کر مر جاتا ہے۔

پانی میں قوت انفعال بھی ہے اور قوت فعل بھی ہے۔ انفعال کی مثال تو یہ ہے کہ جس طرف میں ڈالا جاتا ہے تو اس کی صورت قبول کر لیتا ہے اور فعل کی مثال یہ ہے کہ ہزاروں جمادات مثل نمک و شکر و شیرہ کو گھلا اور گھلا کر اپنی صورت بنا لیتا ہے۔ جب آفتاب کی گرمی بڑھتی ہے تو پانی سے بخار بن کر اڑتا ہے اور بادل ہو کر مینہ برساتا ہے۔ آفتاب کی گرمی برف وغیرہ کو بگھلا کر دریاؤں کو چڑھا دیتی ہے۔ اگر درخت رطوبت سے خالی ہوں سوکھ جائیں۔ انسان کے بدن سے آگس رطوبت جاتی رہے مردہ ہو جائے۔ انسان میں تین ربح پانی

اور ایک ربح دیگر خشک چیزیں ہیں۔ بعد پیدائش جب بچہ ماں کا دودھ پینا شروع کرتا ہے تو اس دودھ کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ پانی ہوتا ہے اور ایک حصہ دوسری چیز۔ انسان کے جسم میں ہضم غذا اور دوران خون کا باعث یہی پانی ہے۔ انسان بغیر غذا کے جتنی دیر زندہ رہ سکتا ہے۔ اتنی دیر بغیر پانی کے نہیں جی سکتا۔ جب ہی تو ہر شریعت میں پانی پلانے کا نواب بہت زیادہ ہے۔ صاحبِ خصوصاً نصِ حمینیہ کی نظر میں ”تمام عبادتوں سے اس کا اجر بڑھا ہوا ہے۔ خصوصاً اگر امامؑ نشہ کام کے نام پر پانی پلایا جائے تو اس کا نواب اور بھی مزید ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ عشرہ محرم میں جگہ جگہ پانی کی سبیل اس مظلوم کے نام پر رکھی

# پانی

الْمَوْتَرَاتِ اللّٰہِ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنْبِيعٍ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُہٗ ثُمَّ يَہِیْجُ فَتَرٰہُ مَصْفٰرًا ثُمَّ یَجْعَلُہٗ حِطّٰمًا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَدِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ۔ (الزمر: ۲۱)

”آیاتم نہیں دیکھتے کہ خدا نے آسمان سے پانی برسایا، اور اس سے زمین میں چشمے جاری کئے۔ پھر اس پانی سے رنگ برنگ کی زراعت اور درخت پیدا کئے۔ پھر وہ زراعت خشک ہو جاتی ہے اور سبز ہونے کے زرد دکھائی دیتی ہے۔ اس کے بعد خشک اور مثل بھوسے کے ہو جاتی ہے۔ ان سب باتوں میں صاحبانِ عقل کے واسطے وعظ و نصیحت ہے کہ خالی عالم کو پہچانیں۔“

اور سورہ فرقان میں آیات ۴۸ اور ۴۹ میں قرآن عظیم یہ فرماتا ہے :-

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا لِّنُحٰی بِہٖ بَدَدَةَ مَیِّتًا وِّنُسْقِیَہٗ مِمَّا خَلَقْنَا اَنْعَامًا وَاِنَّا سِیِّرُہٗ

”ہم نے آسمان سے پاک و پاکیزہ پانی اتارا کہ اس سے ہم اس کے ذریعہ مردہ شہر کو زندہ بنائیں اور اپنی مخلوقات میں سے جانوروں اور انسانوں کی ایک بڑی تعداد کو سیراب کریں۔“

تمام عالم میں پانی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے کیونکہ اسی پانی

حُلِّبَ بَيْنَ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ وَبَيْنَ الْمَاءِ  
وَالْيَدِ وَفَتْوَاهُ مِنْهُ قَطْرَةٌ۔

”اے عرسعد تو حائل ہو جانادرمیان آب فرات اور  
حسین و اصحاب حسین کے مابین وہ لوگ ایک قطرہ بھی اس  
پانی سے پینے نہ پائیں“ (نفس المہم، ۱۰۹، ۱۰۸)

یہ خط پڑھ کر اسی وقت عرسعد نے عمر بن جراح زبیدی کو پانچ سو  
سواروں کے ساتھ فرات کے کنارے پہنچ دیا۔ وہ لوگ وہاں سے  
انبرے اور پانی رک دیا۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ اس  
شدت سے حضرت پر کب سے پانی بند ہوا۔ سات محرم سے حضرت  
پر پانی بند ہوا۔ روز عاشورہ مارے پیاس کے امام حسین کا بہ  
حال تھا کہ آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ جیسا کہ جبرئیل نے حضرت  
آدم سے بیان کیا تھا۔

بِأَدَمِ كَوْتَرَاهُ وَهُوَ يَقُولُ وَأَعْطَشَاهُ وَيَحُولُ  
الْعَطَشُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَالسُّدَّ حَاتٍ۔

”اے آدم کاش تم دیکھتے کہ حسین مظلوم کس طرح ماے پیاس  
کے فریاد کرتے ہیں اور یہ سبب شدت تشنگی کے ان کے  
آنکھوں میں زمین سے آسمان تک مثل دھوئیں کے معلق  
ہوتا ہے“ (نوافح الحزان ص ۱۲۶)

صاحب خصائص حسینہ لکھتے ہیں کہ اس پیاس نے امام کے چار  
اعضاء پر اثر کیا تھا مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چار اعضاء کے  
سوا کسی عضو پر پیاس کا اثر نہ تھا۔ کیونکہ پیاس ایسی چیز ہے جس  
سے انسان کی طاقت نازل ہو جاتی ہے اور وہ کمزور ہو جاتا ہے  
اور خصوصاً ان چار اعضاء پر پیاس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ وہ چار  
اعضاء یہ ہیں

اول جگر۔ حضرت کا بطن کے نہ ملنے سے سوکھ کر پارہ پارہ ہو گیا  
تھا جیسا کہ ذلت استغاثہ خود استشفاء سے اس طرح فرماتے تھے:  
(جلاء العيون ص ۴۰۸)

اسْقَوْنِي شَرِبَةً مِّنَ الْمَاءِ فَإِنَّ كَبِدِي  
تَفَتَّتْ مِمَّنْ شِدَّةِ الظَّمَاءِ

”اے لوگو! تھوڑا پانی مجھے بلا دو کہ ماہے پیاس کے جگر  
میرا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔“

دوسرے لہجے مبارک ہیں جو مارے پیاس کے سوکھ گئے  
تھے جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔ (باقی صفحہ اپری)

جاتی ہے۔

اصول کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول  
ہے کہ جناب حضرت علی بن ابیطالب نے فرمایا:-

أَوَّلُ مَا يَجِدُ فِي الْأَخِذَةِ صَدَقَةُ الْمَاءِ  
يَخْنِي فِي الْأَجْبِرِ۔

”جب روز قیامت اعمال خیر کا ثواب نیکو کار کو عطا  
ہوگا تو ابتداً اس کی ان لوگوں سے کی جائے گی جنہوں  
نے دارقانی میں کسی پیاسے کو پانی سے سیراب کیا ہوگا۔“

پھر اسی کتاب (الکافی) میں مصادف سے منقول ہے کہ میرے  
ایک مرتبہ ہمراہ امام صادق علیہ السلام تھا اور وہ حضرت مکہ  
اور مدینہ کے درمیان سفر میں تھے۔ ایسا تک راہ میں دیکھا کہ  
ایک شخص درخت کے نیچے پڑا ہے اور اس کا حال ایسا متفر  
ہو گیا ہے جیسا کہ انور کے وقت ہو جاتا ہے۔

فَقَالَ لِي الصَّادِقُ يَا مُصَادِفُ مَلِّ بِنَا إِلَى  
هَذَا الرَّجُلِ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ  
قَدْ أَصَابَهُ الْعَطَشُ۔

”حضرت نے مجھ سے فرمایا اے مصادف میرے ساتھ چل  
دیکھیں یہ کس حالت میں مبتلا ہے اور اس قدر  
اس کا حال کیوں متعجب ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ  
پیاس کی شدت سے اس قدر بے چین ہے۔“

مصادف کہتے ہیں کہ میں حضرت کے ساتھ ساتھ اس کے قریب  
گیا اور امام نے دریافت فرمایا کہ کیا تو پیاسا ہے؟ اس نے  
جواب دیا۔ ہاں! پیاسا ہوں۔ یہ سنتے ہی امام کو رحم آگیا اور  
فرمایا: اے مصادف جلد سے سیراب کرو۔ میں نے فوراً گھوڑے  
سے اتر کر اُسے پانی پلایا اور پھر سوار ہو کر حضرت کے ہمراہ روانہ  
ہوا۔ راہ میں نے امام سے سوال کیا کہ یا مولایہ شخص تو  
عیسائی معلوم ہو رہا تھا۔ کیا کافروں کو بھی پانی پلانا جائز ہے؟  
آپ نے فرمایا البتہ ایسی حالت میں جائز ہے۔

بغیر پانی کے انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور اگر کسی پر تین  
دن تک پانی بند ہو جائے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ افسوس جو  
پانی کافر کو پلانا جائز ہے وہ فرزند رسول پر بند کیا جائے۔  
عرسعد ملعون نے ابتداً ہی سے امام حسین پر پانی بند کر دیا تھا۔  
لیکن جب امام حسین نے کفر میں کھڑے اور بعض اوقات  
اپنے اصحاب کو پانی پلایا تو یہ خبر سن کر اس زیاد ملعون نے  
ابن سعد کو ممانعت آب کی سخت تاکید بھی اور دیکھا کہ

# شجرہٴ خجیت

# یزید بن معاویہ

وَمَا جَعَلْنَا الشُّرُوبَا الَّتِي آرَبْنَاكَ الَّا فِتْنَةً  
لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ

(بنی اسرائیل ۶۰)

اور جو خواب ہم نے آپ کو دکھلایا ہے وہ صرف لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ ہے جس طرح کہ قرآن میں قابل لذت شجرہ بھی ایسا ہی ہے۔ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خیر البشر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء آزمائشوں کے سخت ترین اور درد ناک ترین ہیں۔ ان آزمائشوں کی آماجگاہوں سے فرعون، وہابان و عمرو کے سلسلے چلے جو انبیاء و اوصیاء صالحین اور خدا کے نیک بندوں کے لئے زنجبیل پیدا کرنے کی ہر ممکن کوششوں میں لگے رہے۔ اور ان کا مرکز نگاہ ہمیشہ یہ رہا کہ وہ نیک بندوں کے سلسلوں کو نسبت نابود کر دیں۔ کبھی ہیں ہر چیز اپنے مرکز کی طرف پلٹتی ہے۔ ظلم و جور کا پھیلاؤ ہوا زہر گزرتے ہوئے لامتناہی ماضی سے سمت کائنات والہ مستقبل کے ہمنوا وہم فطرت اولاد آدم کو قطع دینے کے لئے سرزمین عیسائیت کو چھوڑ کر برسر بدر مکر کی سرزمین پر اس وقت نقطہ انتہا میں کھڑا ہوا۔ جب انبیاء و اوصیاء و سردار خیر و برکت کی آخری اینٹیں ہدایات اللہ کی تبلیغات کی ٹنگا بوس عمارت کی تکمیل کے لئے چڑھا رہا تھا قرآن مجید کلام الہی ہے۔ جتنی فکر انسانی کی پڑھنی ہے رموز و اسرار کے درجے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ جب پہلا جی زمین پر قدم رنجہ فرماتے وہ تھا تو فرات الہی تھا کہ جنت میں ایک شجر منوع ہے اس کے قریب نہ جانا۔ جب مسلمہ نبوت ختم ہونے والی ہے تو بذریعہ خواب ارشاد فرمایا ہے: "اور تم نے جو آب کو خواب دکھایا اور لغت شدہ درخت یہ سب لوگوں کی آزمائش اور امتحان کے لئے ہے۔ باری تعالیٰ نے پیغمبر کو مستعار کیا کہ

نسل آدم از آریں تا آخر اس مخصوص اور خجیت سلسلے سے آگاہ کر لیا ہے جو نیک بندوں کے لئے ہمیشہ سبب آزمائش بنے رہیں گے آئیے اس آیت کریمہ پر مفسر اور مورتہ کیا نکلتے ہیں ایک جائزہ لیں تاکہ اپنے ایمان و ایقان کو انصاف کی میزان پر رکھ کر غور و فکر کر سکیں۔ یہ سمجھ لیں کہ یزید کی ذات برصفت کا دوسرا نام ہی شجرہٴ خجیت ہے۔

طبرانی نے اس آیت کی نشان دہی کے ذیل میں نقل کیا ہے۔ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ سے کہا: "مروان بن الحارث بن زید بن ابی العاص بن امیہ کے فرزند بندوں کی طرح ان کے ہنر پر کوشش کریں۔ اس خواب پر آیت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت تو ہرگز نہ ٹک نہیں ہنسی۔" (تفسیر طبری ۱۵/۱۷۷، الدر المنثور ۴/۱۹۱)

جناب عائشہ نے "مروان حکم" سے کہا: "میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے تمہارے باپ دادا کے بارے میں فرمایا "شجر ملعونہ" سے مراد تم لوگ ہو۔" (الدر المنثور ۴/۱۹۱)

مروان بن حکم وہی ہے جس کی طرف سے مروان منسوب ہیں اس کی کنیت ابو عبد اللہ (یعنی شجرہ) اس طرح ہے "مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ" (تفصیل کے لئے المنتظر ۲۲/۱۱۱ شروع کریں) خلاصہ یہ ہے کہ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ شجر ملعونہ بنی امیہ ہیں اور یزید بن معاویہ بنی امیہ ہی کا ایک نمایاں فرد ہے۔

## یزید کا حسب نسب

باب کا نام معاویہ، دادا کا نام (ابوسفیان) دادی کا نام ہندہ، جگمگ خورا۔ یہ پورے مکر میں بدکاری میں مشہور تھی۔ اس کے عاشقوں کی لمبی فہرست ہے۔ البتہ مسافر ابن عمرو جو ابوسفیان کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور قریشی جوانوں میں اپنی خوبصورتی، سخاوت اور اشعار پڑھنے میں مشہور تھا۔ ہندہ کا عاشق ہو گیا ابوسفیان سے شادی کے بعد بھی ہندہ اپنی عادت سے باز نہ آئی۔ "وبال امونین" بھی اسی "عادت" کا نتیجہ تھا۔ وبال المؤمنین کو چار افراد کے طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ان میں مسافر ابن عمرو ایک ہے۔ (شرح بیح البدنہ از ابن حدید ۱/۳۰۷)

یزید کی ماں کا نام بیسون بنت بجزل کہی تھا۔ یہ ایک خوبصورت صاحب الرایات عورت تھی۔ امیر شام کا دل اس پر لگا گیا جب اس عورت کے رحم میں یزید کا لطف فرمایا۔ تو امیر شام نے اسے طلاق دے دیا یزید اس کی گھر میں پیدا ہوا اور اپنی ماں کے علاوہ دوسری بہت سی فاحشہ عورتوں کا دورہ دہی کی کمر پلا بڑھا۔

در المنظر ۱۲/۱۵۱

الْحُرَابِ وَالْفَنِيَاتِ وَأَنَّ لَشَهْدِكُمْ . إِنَّا قَدْ  
خَصَعْنَا هُ قَتَا بَعَثْنَا نَسَا سَا

(تاریخ امام ربڑی، ۲/۴۱۲ مسئلہ کے حالات)

ترجمہ: ہم اسے شخص کہ پاس سے آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں، شراب پینا ہے۔ طہنورہ بچا ہے، اس کے دیار میں گانا نہ وان عورتیں گان ہیں۔ کتوں سے کھلتا ہے، بچوں اور لونڈیوں کے ساتھ رات گزارتا ہے۔ تم سب گواہ رہو، ہم نے اسے خلافت سے معزول کر دیا۔ یہ سن کر لوگوں نے بھی ان کی پیروی کی۔ یعنی یزید کو خلیفہ ماننے سے انکار کر دیا۔

بر تو جہی۔ نہ یزید کے اوصاف کو ایک واقعہ میں خلاصہ کے طور پر بیان کیا ہے۔ لیکن دیگر مورخین جیسے مسعودی نے شرح الزبیر میں، سبط ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں، طبری نے تاریخ الامم میں اور اسی طرح صاحب کمال التواریخ، تاریخ التواریخ، تاریخ یعقوبی وغیرہ۔ نہ یزید کے کھلم کھلا گناہان کبیرہ اور مقام کو نقل کیا ہے۔ یہاں پر ہم صرف چند اہم واقعات پر اکتفا کرتے ہیں۔

”واقعہ کر بلا کہ بعد یزید نے ابن زیاد کو بلوایا اور اسے یحییٰ دینے اور اپنے حرم سرا میں اپنی عورتوں سے بے تکلفی کے اجازت دے دی۔ ایک رات شراب کے نشے میں ابن زیاد کے زانو پر سر رکھے ہوئے تھا اور اسی عالم میں گلنے والی عورتوں کو حکم دیا کہ گانا سنائیں اور پھر خود ساقی کو خطاب کر کے کچھ شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

”اے ساقی مجھے اتنی شراب پلا کہ میرا دل مسرور ہو جائے  
پھر جام بھر اور اسی طرح ابن زیاد کو بھی پلا۔ (یہ وہ شخص ہے جو میرے رازوں اور رمانتوں سے واقف ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس کے ہاتھوں میری خلافت مضبوط ہو گئی اور مال غنیمت حاصل ہوا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے ایک خارجی دلفوز باللہ، امام حسینؑ کو قتل کیا اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو پروا گندہ کر دیا۔

(تذکرۃ الخواص از سبط ابن جوزی، ۲۹۰)

فدا غور کریں یہ واقعہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد کا ہے۔ جس سے یزید کی شراب خواری اور قتل امام حسینؑ علیہ السلام پر مسرت و خوشی کا مظاہرہ روز روشن کی طرح آشکارا ہے۔ بعض معتدب اور پختہ خیال فرادید بیان کرتے ہیں کہ یزید اپنے فعل پر نادم ہو گیا تھا۔ خدایا انہیں روزِ شہر یزید کے ساتھ محشور فرما۔

یزید کے حسب و نسب و نسب اور گناہانے سے، اور اس کے گناہوں اور گناہوں کا تذکرہ تاریخ طبری نے لکھا ہے۔ یہاں پر ہم نے صرف ان کی اور ان کے گناہوں اور گناہوں کے بارے میں جو یہیں لکھا ہے، اسے نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے گناہوں اور گناہوں کے بارے میں کئی اور جگہوں پر لکھا ہے۔

عرب اور فارسی میں۔ تمنا تاریخ کی کتاب میں موجود ہیں۔ یہ وہاں سے لیا گیا ہے۔ معاویہ اور یزید کے درمیان کے اکتیہ میں شہادت مرقوم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ معاویہ نے بھی شہادت کی طرف رجوع فرمایا تھا اور غلبہ حالات معلوم کریں۔

## یزید کے اوصافِ خبیثہ

دنیا ہی ہر قوم اور تمام مذاہب، شراب و قمار، قتل و غارتگری، ناختم عورتوں سے رابطہ اور بہکاری کو بدترین اور پست ترین وجہ کا نفع شمار کرتے ہیں اور ایسے پر انسان کے مذمت کرتے ہیں جو ان افعالِ شہیدہ و قبیحہ کا مرتکب ہو۔ اسلام نے بھی اس کی مذمت سے مذمت کی ہے۔ اور ان افعال کو حرام قرار دیا ہے اور ان کے انجام دینے والوں کو اللہ دنیا اور آخرت میں سخت عذاب کی پیشکش کرتا ہے۔ نیز یہ وہی کی بات ہے، اور ان کے بھی قسم کی ہے۔ اور بعد از اس کے ممنوع قرار دیا ہے۔ چہ جائیکہ ایسے افراد کو راسخ اور امیر قرار دینا۔ قرآن کہ توں ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَا تَطْعَمُوهُمْ اِنْ سَأَلُوْا اَوْ كَفُوْا . (الدھر ۲۴)

”... اور ان لوگوں میں گناہگار اور ناشکرے (یعقوب لولانا

اشرف علی تھاوی) فاسق و کافر کی پیروی نہ کرنا۔

قرآن کے اس صریح حکم کے بعد جس کا جی چاہے وہ گناہگاروں کو اپنا امیر قرار دے۔ اب ملاحظہ فرمائیں یزید کے اوصاف۔

یزید نے ولید کو معزول کر کے اس کی جگہ عثمان بن محمد بن ابوسفیان کو مدینہ کا حاکم بنایا تو اس نے عثمان کو نہ یزید کے پاس ایک وفد بھیجا جس میں عبداللہ بن خطیب الغیل الشری، عبداللہ بن عمر و مخزومی، قندل بن زبیر اور دیگر اشراف مدینہ شامل تھے۔ جب یہ وفد یزید کے پاس آیا تو اس نے اس وفد کو احترام کیا اور سب کو انعام و اکرام دیا۔ یہ کہہ کر واپس کیا۔ لیکن یہی لوگ جب مدینہ پلٹ کر آئے تو یزید پر کفر سب و شتم کرنا شروع کیا اور کہا۔

اِنَّ قَدَمْتُمْ مِنْ عِنْدِ رَبِّ لَيْسَ لَكُمْ دِيْنَةٌ ،  
لَيْسَ لَكُمْ دِيْنَةٌ ، لَيْسَ لَكُمْ دِيْنَةٌ ، لَيْسَ لَكُمْ دِيْنَةٌ ،  
عِنْدَهُ الْقِيَانِ وَيَلْعَبُ بِالْكَلاِبِ وَيَسَامِرُ

## پیغمبر اسلامؐ سے دشمنی کا اعلان اور قیامت انکا

یزید نے اپنی ایک واسطہ عالیہ کو خطاب کرتے ہوئے یہ اشعار کہے۔

عَلَيْهِ هَانِي وَابْتِي وَتَرْبِي  
بِذَلِكَ اِنِّي لَا اُحِبُّ التَّنَاجِيَا

اس کے ساتھ کئی شعر ہیں ہم ترجمہ نہیں کرتے ہیں۔

”اے عالیہ میرے پاس آ اور مجھے شراب دے اور گیت گائے۔ کیونکہ میں مناجات (خدا سے دعا) کو پسند نہیں کرتا۔ اے عالیہ تو ابوسفیان جو بڑا نام والا تھا۔ اس کا تذکرہ کر چھ سے، جب وہ بڑی تیزی سے اُٹھ کر طرف بڑھا تھا (مسلمانوں سے جنگ کے لئے) اس نے محمدؐ کے مقابلے میں بہادری دکھائی (مسلمانوں کو قتل کیا)۔

یہاں تک کہ رہنے والی اور نوحہ کرنے والی عورتوں کو اکٹھا کر دیا (تاکہ مسلمانوں کی میتوں پر روئیں)۔۔۔ اے ام ایچیم (عالیہ کی کنیت) میرے مرنے کے بعد تو کسی اور سے نکاح کر لینا اور قیامت میں مجھ سے ملاقات کی امید کو دل سے دور کر دینا کیونکہ جو قیامت کے بارے میں کہا گیا ہے وہ سب بے معنی اور باطل باتیں ہیں اور صرف دل بھاننے کے لئے کہی گئی ہیں۔۔۔۔۔

تذکرہ الخواص سبط ابن جوزی ص ۲۹۱

اے مسلمانوں ذرا عقل سے کام لو، کس کو خلیفہ بنا ہے ہونے پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی رکھنے والے کو؟ شراب خوار قس و غنا کے شیدائی کو؟ جاؤ! آگے جہنم ہے۔

روح بالا اشعار کی بنیاد پر سبط ابن جوزی نے یزید کو کافر قرار دیا ہے۔ اور یزید کے اس مہرے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ پیغمبر اکرمؐ پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔

”فَلَا حَكِيْرُ حِجَاءٍ وَلَا وَحْيٍ نَزَلَ“

(نہ تو انہیں کوئی آسمانی خبر تھی اور نہ ہی دانسے ہی وحی نازل ہوئی۔)

(تاریخ النوارخ جزو سوم ص ۱۳۱، تاریخ طبری ۲۵۶/۱)

## واقعہ حرہ

حرہ مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے۔ جہاں ۳۱ھ میں یزیدی لشکر نے قتل و غارتگری لوٹ مار اور بدکاری کا بازار گرم کر دیا تھا۔ ”جب اہل مدینہ نے ۳۱ھ میں عبداللہ بن حنظلہ اور دوسرے اکابرین شہر کی کارکردگی میں حکومت یزید کے خلاف فہام کیا اور تلواریں کھینچ لیں اور ابنداروں میں جاکم مدینہ پر قابو بھی پالیا تو یزید نے مسلم بن عقبہ کے ہمراہ ایک سفاک اور خورن آشام لشکر

ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا اور مدینہ کے لوگوں میں وہ دہشت خیز اور شرمناک فعل انجام دے جس کی شان کسی وحشی اور جنگلی قوم سے بھی نہیں دی جاسکتی۔ چنانچہ طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں،

”مدینہ میں جو کچھ بھی تھا مسلم بن عقبہ نے لے لے کر یزید پرین روز کے لئے حلال کر دیا۔ لوگوں کو بڑی بے دردی سے قتل کیا۔ اصحاب پیغمبرؐ کو جو بدن میں لکھے۔ انہیں نالہ و گریہ میں مبتلا کیا۔ یزید بن معاویہ کے شامی لشکر نے سب زیادہ بے شرفی اور بے حیائی کا کام یہ کیا کہ عورتوں اور لڑکیوں پر دست درازی کی جس کے نتیجے میں بے شمار نوجوان بچے پیدا ہوئے۔“

تاریخ الامم ۳۱۷ھ کے حالات

واقعہ حرہ کے بعد مدینہ کی عورتوں سے بے شوہر کے ایک ہزار بچے پیدا ہوئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایسے دس ہزار بچے پیدا ہوئے۔ (تذکرہ سبط ابن جوزی ص ۲۸۹)

تاریخ ہی کا بیان ہے کہ پورے مدینہ میں صرف چند گھر لوٹ مار اور درندگی سے بچے تھے۔ یہ مکان حضرت امام زین العابدینؑ اور دیگر بانی ہاشم کے تھے جن کی طرف یزید کے مخصوص حکم کی بنا پر لشکریوں نے حملہ نہیں کیا۔

اسی طرح ۳۱۷ھ کے حالات میں یزید ملعون کا ایک اور ظالمانہ اور دل دلائیے والا واقعہ تاریخ نقل کرتی ہے۔

عبداللہ بن زبیر نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا اور مکہ میں پناہ لی۔ یزید نے جب مسلم بن عقبہ کو مدینہ پر چڑھائی کے لئے بھیجا تو حکم دیا کہ مدینہ پر تسلط کے بعد مکہ چلا جائے اور عبداللہ بن زبیر کو گرفتار کر لے۔ جب وہ مکہ کی طرف چلا تو راستہ ہی میں وہ داخل جہنم ہو گیا۔ اور حصین بن نمیر لشکر کا سردار قرار پایا۔ لہذا اس نے مکہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت عبداللہ بن زبیر مسجد الحرام میں تھے۔ خانہ کعبہ میں آئے اور وہیں پناہ لی۔ حصین بن نمیر نے خانہ کعبہ پر آگ کے گولے برسائے اور نتیجے میں خانہ کعبہ کے دیواروں کو نقصان پہنچا یا۔

(لغت نامہ دھندرا، رجوع کریں لفظ یزید)

(مروج الذهب از مسعودی ۷/۷۰)

## یزید کی ولی عہدگی

ساویہ اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنا نا چاہتا تھا لیکن، یزید کی بدکاریوں اور بد اعمالیوں کو بنا پر کوئی اسے اس لئے سے خلیفہ قبول نہ کرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود معاویہ نے جو اپنے سے خلافت کر لوگوں پر مسلط کیا تھا۔ اس سے بھی یہ کا ایک بڑا گروہ ناخوش تھا اور تو۔ بھی اسے ناپسند کرتے تھے لیکن اپنی مکاری

ادراقت کی بنا پر خلیفہ بن بیٹھا تھا۔ اس حقیقت کو ابوالاعلیٰ مودودی نے یوں بیان کیا ہے :

”سزف معاویہ کی خلافت اس نوعیت کی نہ تھی کہ مسلمانوں کے بنانے سے وہ خلیفہ بنے ہوں اور اگر مسلمان ایسا کرنے پر راضی نہ ہوتے تو وہ نہ بنتے۔ وہ بہر حال خلیفہ ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو خلافت حاصل کی۔ مسلمانوں کے راضی ہوئے۔ پر ان کی خلافت کا انحصار نہ تھا۔ لوگوں نے ان کو خلیفہ نہیں بنایا۔ وہ خود اپنے اقتدار کے زور پر خلیفہ بنے اور جب وہ خلیفہ بن گئے تو لوگوں کے لئے بیعت کے سوا دوسرا چارہ نہ تھا۔ اس وقت اگر ان سے بیعت نہ کی جاتی تو اس کا نتیجہ یہ نہ ہوتا کہ وہ اپنے حاصل کردہ منصب سے ہٹ جاتے۔ بلکہ اس کا نتیجہ خونریزی اور بدامنی ہوتا۔“

(خلافت و ملوکیت ص ۱۵۸)

ادھر کی چند سطروں سے یہ صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے معاویہ کو قبول نہیں کیا۔ اور معاویہ کو یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ جو قوم ولایت مجھے قبول کرنے کو تیار نہیں وہ میرے بیٹے یزید کو کیسے قبول کرے گی۔ بہر حال وہ اسی فکر میں تھا کہ اس مسئلہ کو کس طرح حل کیا جائے۔ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ :

معاویہ بن شعبہ معاویہ کی جانب سے کوفہ کا گورنر تھا۔ جیل سے اپنی معزوفی کا فرمان ملا تو اس نے اس کی تعمیل نہ کی بلکہ قہورے دلوں کے بعد خود معاویہ کے پاس پہنچا اور دیر سے حاضری کا سبب یہ بیان کیا کہ ایک عظیم الشان کام کی تکمیل میں ضرورت تھا۔ معاویہ نے پوچھا وہ کیا کام تھا۔ جواب دیا، آپ کے بعد یزید کی خلافت کے لئے لوگوں سے بیعت لے رہا تھا۔ معاویہ نے پوچھا، کیا پورا کر لیا؟ جواب دیا ہاں! کام کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اس پر معاویہ نے کہا جاؤ۔ حسب سابق فراتھن انجام دو۔ جب معاویہ باہر نکلا تو لوگوں نے پوچھا کہا ہوا؟ جواب دیا ”معاویہ کا پاؤں اسی دلدل میں سے پھنسا آیا ہوں کہ قبامت تک اسے چھنکارا نہیں بلکہ گا۔“

(تاریخ الخلفاء ص ۱۲۰۵)

ابن اثیر نے کامل التواریخ میں اسی واقعہ کو الفاظ کے رد و بدل کے ساتھ لکھا ہے۔ فرق یہ ہے کہ سیوطی نے لکھا کہ معاویہ براہ راست معاویہ کے پاس پہنچا جب کہ ابن اثیر نے لکھا کہ معاویہ پہلے یزید کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ رسول خدا کے بزرگ اقواب نیز قریش کے بااثر و بزرگ حضرات دنیا سے اٹھ چکے ہیں۔ اب صرف ان کے اولاد باقی ہے۔ اور تم ان سب میں بہترین اور افضل ہو۔ ان سب سے زیادہ صاحب رائے اور عقل و دانائی کے مالک ہو۔ پس میں نہیں سمجھتا کہ سنت و سیاست دونوں کے پیش نظر امیر المؤمنین (معاویہ) کو تمہاری خلافت کے لئے بیعت لینے میں کیا تامل

کامل التواریخ ۱۹۸/۳

معاویہ نے اب عمومی بیعت لینے کا سلسلہ شروع کیا۔ ہم یہاں ابوالاعلیٰ مودودی کی سحر بر کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔ جب معاویہ نے معاویہ سے یہ کہا کہ آپ اپنی زندگی میں ہی یزید کو ولی عہد مقرر کر کے بیعت لے لیں تاکہ اگر آپ کو کچھ ہو جائے تو اختلاف برپا نہ ہو۔

بالآخر معاویہ نے معاویہ کو طلب کیا اور پوچھا! اس کام کو پورا کرنے کی ذمہ داری کون لے گا۔ اس نے کہا، اہل کوفہ کو میں سنبھال لوں گا اور اہل بصرہ کو زیادہ اس کے بعد پھر کوئی مخالفت کرنے والا نہیں ہے۔ (خلافت و ملوکیت ص ۱۳۸ و ۱۳۹)

”پھر معاویہ نے مدینے کے گورنر مروان بن الحکم کو لکھا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی ہی میں کسی کو جانشین مقرر کروں۔۔۔ میں نے اپنی جانشینی کے لئے یزید کو منتخب کیا ہے۔ مروان نے یہ معاملہ اہل مدینہ کے سامنے رکھ دیا اور سجدہ نبوی میں تقریر کرتے ہوئے کہا ”امیر المؤمنین (معاویہ) نے تمہارے لئے مناسب آدمی تلاش کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے اور اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو جانشین بنایا ہے۔ یہ بہت اچھی رائے ہے جو اللہ نے انہیں دکھائی ہے۔“

۔۔۔ اس پر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر اٹھے اور کہا: ”جھوٹ بولتے ہو تم لے مروان اور جھوٹ کہا معاویہ نے، تم نے ہرگز امت محمدیہ کی بھلائی نہیں سوچی ہے۔“

(خلافت و ملوکیت ص ۱۵۱-۱۵۰)

یزید کی بیعت کے لئے معاویہ نے بہت سے دوسرے منصوبے تیار کیے اور ڈرا دھمکا کے عام لوگوں سے بیعت لے لی۔ لیکن اہل مدینہ سے بیعت لینا ایک مشکل امر تھا۔ چار اہم شخصیتیں موجود تھیں حضرت امام حسین علیہ السلام، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن زبیر۔ یہ چاروں یزید کی بیعت کے سخت مخالف تھے چنانچہ معاویہ نے حاکم مدینہ سعید بن عاص کو لکھا کہ مذکورہ اشخاص کو پھوڑ کر تمام لوگوں سے یزید کی بیعت حاصل کر۔ یہ لیکن سختی سے کیا رد عمل یہ ہوا کہ ایک شخص نے بھی بیعت نہیں کی۔ اس نے معاویہ کو لکھ بھیجا کہ مدینہ میں سارے لوگ ان چاروں افراد کے تابع فرمان ہیں اگر یہ بیعت کر لیں تو سب بیعت کر لیں گے۔ معاویہ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے حاکم کو لکھا کہ تم ابھی فاموش نہ ہو۔

معاویہ مدینہ آیا اور ان چاروں افراد کو جمع کر کے یزید کی بیعت لینا چاہی لیکن ان لوگوں نے انکار کر دیا۔ معاویہ سے سخت کلامی ہوئی اور وہ بالواس ہو کر چلا گیا اور اس مقصد میں کامیابی کی

میں معاویہ کی وفات کہ بعد یزید تخت خلافت پر مسند نشین ہوا۔

اور ۱۶ھ میں کربلا کا سانحہ وقوع پذیر ہوا۔

اسلام کے ائمہ اربعہ کے مشہور امام احمد بن حنبل نے

اپنے فرزند کو نصیحت فرماتے ہوئے لکھا ہے ”اے میرے فرزند بزرگوار! بعد

لعنت کرنے والا ہی خدا پر اپنے ایمان کو باقی رکھ سکتا ہے۔

کربلا کا سانحہ گذر گیا لیکن تاریخ کے دل پر وہ داغ چھوڑ

گیا۔ عالم انسانیت میں ایسی روشنی دے گیا ہے جس سے سچے عقیدت مند

کے ایک ایک فرد کی شناخت عہدِ عہدِ تاریخ و قیامت ہوتی

رہے گی۔ ادھر یزیدیت کی طرف داری میں فلم صفحہ فرط اس پر اٹھنا

ہے ادھر خود راقم کے حلق میں اس کی اپنی موت بن کر بھینسنے

لگتی ہیں اور تاریخی حقائق کے طلبہ نچے لعنت بن کر اس کے رخسار

پر برسے بیٹھے ہیں۔

تدبیریں سوچنے لگا پھر آخری گوشش کی غرض کہ ان چاروں افراد کو

اپنے پاس بلایا اور پھر یزید کی بیعت کی گفتگو کی لیکن ان لوگوں نے

نے پھر اسے قبول نہ کیا بلکہ عبدالملک بن زبیر نے کہا تم ایک بار پہلے بھی

اس معاملہ میں مایوس ہو چکے ہو۔

جب اس طرح معاویہ کا بیاب نہ ہوا تو اپنی شیطانے تدبیر

سے کام لیا جسے وہ سوچ کر آیا تھا، کہا: میں تم سے مجمع میں منبر پر جا کر

گفتگو کروں گا اور قسم خدا کی اگر تم میں سے کسی ایک نے بھی میری

بات کو رد کرنے کی کوشش کی اور ایک لفظ بھی نکالا تو اس کا

جواب زبان سے نہیں شمیر سے دیا جائے گا۔ پس اب تم اگر کوئی

تکرار کرو تو صرف اپنی جان بچانے کی۔

اس کے بعد معاویہ نے اپنے حفاظ طحی و سنہ کے سردار کو

ان حضرات کی موجودگی میں طلب کیا اور حکم دیا کہ ان چاروں

اشخاص میں سے ہر ایک کے سر پر دو سپاہی مسلط کر دو اگر میرے

بیان کے درمیان ان میں سے کوئی کچھ بولنا چاہے وہ موافقت میں

ہو یا مخالفت میں تو وہ سپاہی فوراً اس پر وار کر دیں۔ اس کے

بعد معاویہ اٹھا اور وہ چاروں حضرات مجمع میں گھر سے بیٹھے رہ گئے

معاویہ منبر پر گیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد کہا۔ یہ چار حضرات جو

مسلمانوں میں بزرگ ترین معزز ترین اور بہترین ہیں کوئی کام

بغیر ان کے پورا نہیں ہو سکتا اور کوئی حکم بغیر ان کے مشورے کے

نہیں دیا جاسکتا چنانچہ یہ چاروں حضرات راضی ہو گئے ہیں اور

یزید کے لئے بیعت کر چکے ہیں۔ یہ کہہ کر منبر سے اتر آیا اور فوراً

اپنے پورے مخالفانہ کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

رکات ۱۱/۳۳ ابن اثیر

اس پورے واقعہ کی تفصیل استاد محترم مرحوم شیخ اسماعیل

رحمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب معاویہ اور یزید تاریخ کے آئینہ

میں صفحہ ۸۱ سے ۹۶ تک دو مشہور کتابوں کے حوالہ سے لکھا ہے۔

کامل الثوار رحمہ جے ابن اثیر شامی نے لکھا ہے اولاً امامہ والسیاستہ ابن

قتیبہ جس کے مولف ہیں۔

توجہ: یہ بات مسلم ہو چکی کہ

۱۔ یزید کی بیعت بذریعہ جبر و تشدد ہی گئی۔

۲۔ حصول بیعت کے لئے سیم و زر لٹایا گیا۔

۳۔ اکابر صحابہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ناروا

سلوک کئے گئے۔

## امام احمد بن حنبل کا قول

۱۶ھ میں معاویہ نے یزید کو اپنا ولی عہد قرار دیا اور اپنی

ملکیت میں اپنے بعد اس کی خدمت کا تشہیر کرتے شروع کر دی مسند

۷۸۶

# فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	شہادت حسینؑ کی پیشین گوئیاں	۱
۲	قیام امام حسینؑ کے نتائج	۵
۳	شہید کربلا کی عظمتیں	۹
۴	حضرت امام حسینؑ کا خط	۱۲
۵	پانی	۱۴
۶	شجرہ خبیث یزید بن معاویہ	۱۶
۷	شہادت جناب علی اکبرؑ	۲۱

# شہادت جناب علی اکبر علیہ السلام

مہر و علی اکبر علی اکبر علی اکبر  
دل جو علی اکبر علی اکبر علی اکبر  
گل رو علی اکبر علی اکبر علی اکبر  
خوش خوش علی اکبر علی اکبر علی اکبر

اس عمر کا پورا کوئی بے برگ نہ ہووے  
تجھ سا کوئی دنیا میں جواں مرگ نہ ہووے

لے آئی جو تینا بی دل، لاش پسر پر  
تھکنے میں نظر پہلے پڑی زخم جگر پر  
اک تیر لگا قلب شہ جن و بشر پر  
سینے پہ کبھی ہاتھ کو مارا، کبھی سر پر

اوپر کے دم اس شیر کو بھرتے ہوئے دیکھا  
بابا نے جواں بیٹے کو مرتے ہوئے دیکھا

ہونٹوں پر زباں، رخ پر عرق خاک پہ گیسو  
پتھرائی ہوئی آنکھ، کٹے تیغوں سے ابرو  
گردن تو رنج اور حلق پہ اک تیر سہ پہلو  
چہرے پہ لہو، گالوں پہ ڈھلکے ہوئے آنسو

یہ زریب آواز کہ آقا نہیں آئے  
نزدیک اجل آگئی، بابا نہیں آئے

اے درد جگر تھم کہ شہ بھر دو بر آئیں  
اے جان نہ گھبرا شہ جن و بشر آئیں  
اے روح توقف، شہ والا ادھر آئیں  
اے موت ٹھہرا جا، پدر آئیں پدر آئیں

ارمان دل راز پسر ہوش میں نکلے  
حسرت ہے کہ دم باپ کی آغوش میں نکلے

چلائے شہ دیں علی اکبر پدر آیا  
اٹھو میرے پیارے، میرے دلیر پدر آیا  
تم ڈھونڈتے تھے اے مہ انور پدر آیا  
ناشا پدر بے قص و بے پر پدر آیا

کچھ دل کی کہو بات، ذرا ہوش میں آؤ  
صدقے پدر آؤ، میری آغوش میں آؤ

کچھ منہ سے تو ہو لو علی اکبر علی اکبر  
آنکھوں کو تو کھولو علی اکبر علی اکبر  
رضعت بھی تو ہو لو علی اکبر علی اکبر  
لو باپ کو رو لو علی اکبر علی اکبر

دولہا بھی اس آرام سے سوتے نہیں بیٹا  
ہم روتے ہیں اور تم نہیں روتے نہیں بیٹا

یہ کہنے ہی آنکھوں سے بس آنسو پڑ جا رہا  
منہ پھیر کے دیکھا سوتے صحرا کئی باری  
کی عرض حضور آتی ہے زہرا کی سواری  
پھر درد اٹھا سینے میں پھر غش ہو اطاری

کھولے ہوئے آنکھوں کو مسافر ہوئے اکبر  
بچکی کا بس آنا تھا کہ آخر ہوئے اکبر

مصرف تھے لڑنے میں ادھر اکبر دیکھو  
یتاب تھے، تھامے ہوئے دل حضرت شہید  
تھرتے ہاتھ، اور زباں پر بھی یہ تقریر  
یہ سب تیری تائید ہے اسے مالک تقدیر

بیکس تیرے بند سے پر عجب وقت پڑا ہے  
یار ب یہ پسر، تیرے فلتے سے لڑا ہے

لڑتے تھے کہ پیشانی انور پر لگا تیرے  
سب خوں سے بھری، احمد مختار کی تصویر  
لکھا ہے کہ میں میں تھا کوئی ظالم بے پیر  
بر بھی ہوگی سینہ میں حالت ہوئی تیر

اللہ ری شجاعت، کہ نہ ابرو پہ بل آیا  
پھل اس نے جو کھینچا، تو کلیجہ نکل آیا

نکڑے جو بہے خوں کے ڈر ڈروں میں ہلکے  
غش ہو گئے سر گردن ر ہوار پر دھر کے  
نزدیک سے پھر وار چلے تیغ و تیر کے  
سب پسلیاں کٹ کٹ گئیں کھلے ہوئے سر کے

تو ایں تھیں، یا آپ تھے، یا سر پر خدا تھا  
جس ہاتھ سے لڑتے تھے وہ پہونچوں سے جدا تھا

جس وقت ہو دینے لگا زخم جگر کا  
سینے میں رکا کے دم، اس رشک قمر کا  
گرتے ہوئے گھوٹے سے خیال آیا پدر کا  
چلائے کہ اب کوچ ہے دنیا سے پسر کا

بیکس کی، مسافر کی مدد کیجئے بابا  
اپنے علی اکبر کی خیر لیجئے بابا

چلائے، بتا دے علی اکبر کہ ہر آئیں  
ڈھونڈیں تمہیں اس بحر میں یا سوتے بر آئیں  
یتاب ہے دل، قلب میں شکر کے دلائیں  
تم انہیں کہتے، تو ہمیں لاش پر آئیں

رنگ اڑ گیا تھا، گیسوؤں پر گرد جی تھی  
تورا کے جو سنہیلے، تو بصارت میں کمی تھی

بیٹا ہمیں پھر، یا ابنا کہہ کے پکارو  
مظلوم غریب الغریبا، کہہ کے پکارو  
ناشا گرفتار بلا کہہ کے پکارو  
لب تشنہ و مجروح جفا کہہ کے پکارو

جو وقت معین ہے وہ ہرگز نہ ٹلے گا  
خنجر مری گردن پہ، اسی طرح چلے گا

میر انیس کے مرثیہ سے اقتباس

## عاشورہ کے روز امام حسین علیہ السلام نے ایسے طرح دعائی

اللَّهُمَّ أَنْتَ ثِقَتِي فِي كُلِّ كَرْبٍ، وَأَنْتَ رَجَائِي فِي كُلِّ شِدَّةٍ،  
وَأَنْتَ لِي فِي كُلِّ أَمْرٍ نَزَلَ بِي ثِقَةٌ وَعُدَّةٌ، كَمَنْ هَمَّ يَضَعُفُ  
فِيهِ الْفُؤَادُ وَتَقَلُّ فِيهِ الْحِيلَةُ وَيَخْذِلُ فِيهِ الصَّدِيقُ وَيَشْمِتُ  
فِيهِ الْعَدُوُّ وَأَنْزَلَتْهُ بِكَ وَشَكَوَتْهُ إِلَيْكَ رَغْبَةً مَنِي إِلَيْكَ عَمَّنْ  
سِوَاكَ فَفَرَّجْتَهُ عَنِّي وَكَشَفْتَهُ، فَأَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ نِعْمَةٍ وَصَاحِبُ  
كُلِّ حَسَنَةٍ وَمُنْتَهَى كُلِّ رَغْبَةٍ

پروردگارا۔ ہر مشکل میں تو میرا سہارا ہے۔ ہر سختی میں تو میری امید ہے، جو چیز بھی مجھ پر نازل ہوتی ہے اس میں تو میرا  
سہارا ہے اور میری تیاری ہے۔ کتنے ایسے مہم غم میں جس میں دل کمزور ہو جاتے ہیں وسائل کم ہو جاتے ہیں —  
دوست ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور دشمن مذاق اڑاتے ہیں — پروردگارا۔ یہ ساری چیزیں تیری بارگاہ میں  
پیش کر رہا ہوں اور تجھ سے فریاد کر رہا ہوں۔ میری ٹولیں تجھ سے لگی ہوئی ہے۔ ان مشکلات میں تو نے مجھے  
کشادگی عطا کی ہے اور ان کو دور کیا ہے — خدایا۔ ہر نعمت کا تو ولی ہے، ہر سکی کا تو مالک ہے — اور  
ہر آرزو کی تو انتہا ہے۔ (الارشاد: ۲۳۳)